﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

سہ روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجز

جلد 26 | جمعۃ المبارک 31/ مئی 2019ء | 25/ رمضان 1440 ہجری قمری | 31/ ہجرت 1398 ہجری شمسی | شمارہ 23

ارشادِ نبوی ﷺ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ الفطر (یعنی رمضان کا فطرانہ) کے بارے میں حکم دیا کہ اسے نمازِ عید پر جانے سے قبل ادا کیا جائے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فرض صدقۃ الفطر حدیث نمبر 1407)

کلام امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سُننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔‘‘

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409 تا 410)

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات

مورخہ 20/ تا 26/ مئی 2019ء کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گوناگوں مصروفیات کے علاوہ دیگر امور کی ایک جھلک ہدیۂ قارئین ہے:

☆...24/ مئی بروز جمعۃ المبارک: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک اسلام آباد، ٹلفورڈ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں نیز یوٹیوب اور دیگر میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعہ ساری دنیا میں سنا اور دیکھا گیا۔ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں خلافتِ احمدیت کے قیام اور اہمیت کا تذکرہ فرمایا۔

دنیا بھر کے مختلف علاقوں میں مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے احباب کے استفادہ کے لیے امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ و خطابات کا باقاعدگی کے ساتھ اردو کے علاوہ سات زبانوں میں رواں ترجمہ ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کیا جاتا ہے۔ ان زبانوں میں عربی، انگریزی، بنگلہ، جرمن، فرنچ، سواحیلی اور انڈونیشین شامل ہیں۔ جبکہ ایم ٹی اے افریقہ پر الگ سے انگریزی کے افریقی لہجہ (accent) میں بھی ترجمہ نشر کیا جاتا ہے۔

ملاقات حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس ہفتہ کے دوران حضورِ انور نے پانچ روز دفتری جبکہ چھ روز ذاتی ملاقاتیں فرمائیں۔ متعدد افسرانِ صیغہ جات، ذیلی تنظیموں کے صدور، مربیانِ سلسلہ اور دیگر احباب نے حضورِ انور سے اپنی دفتری ملاقاتوں میں ہدایات اور رہنمائی حاصل کی۔

اس عرصہ کے دوران 66/ فیملیز اور 44/ احباب نے انفرادی طور پر حضورِ انور سے شرفِ ملاقات کی سعادت پائی۔ اپنے آقا سے ملاقات کے لیے حاضر ہونے والے ان احبابِ جماعت کا تعلق 11/ ممالک سے تھا جن میں امریکہ، کینیڈا، جرمنی، ڈنمارک، ہالینڈ، یونان، نائیجیریا، انڈیا، نیپال، پاکستان اور یو کے شامل ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَکُنْ مَعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافتِ احمدیہ کے بابرکت قیام کا تفصیلی تذکرہ

نئے مرکز اسلام آباد کی ’مسجد مبارک‘ کے سنگِ بنیاد اور اس ضمن میں مکرم عثمان چینی صاحب مرحوم کا تذکرہ نیز چین میں اور دنیا کے ہر ملک میں احمدیت اور حقیقی اسلام کے پھیلنے کے لیے دعا کی تحریک

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24/ مئی 2019ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24/ مئی 2019ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم فیروز عالم صاحب کے حصہ میں آئی۔ تشہد، تعوّذ، تسمیہ، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ النور کی آیات 52 تا 58 کی تلاوت کے بعد سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آیتِ استخلاف سے پہلے اور اس کے بعد کی آیات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت اور حکموں پر عمل کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جس کے نتیجے میں خلافت کا انعام دیے جانے کا وعدہ ہے۔

حضورِ انور نے اِن آیاتِ کریمہ کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بات کھول کر بیان فرما دی ہے کہ جب تک تم ہر امتحان اور آزمائش میں ثابت قدم رہ کر اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر شرحِ صدر کے ساتھ عمل نہیں کرو گے تمہیں کامیابی نہیں مل سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے تقویٰ پر قائم ہونا ضروری ہے۔ خلافت کے وعدے کے ساتھ، اِن آیات میں اطاعت کا اتنی بار حکم آیا ہے گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ نظامِ خلافت اللہ اور اس کے رسول کے احکامات اور نظام کا حصّہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے قائم کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، اور میری اطاعت کرنے والے نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی۔ خلیفۂ وقت کی اطاعت ...باقی صفحہ نمبر 02 پر...

اس شمارے میں:

☆...سورج فروزاں غرب میں کس شان کا ہوا (منظوم) (2) ☆...سیرت النبی ﷺ از حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (قسط نمبر 4) (3) ☆...رپورٹ جلسہ سالانہ یمن (4)
☆...خطبہ جمعہ امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10 مئی 2019ء (5) ☆...خطبہ نکاح فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (10)
☆...مسائل رمضان المبارک از ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (قسط سوم آخر) (11) ☆...رپورٹ یوم وقفِ نو مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان (13) ☆... کرکٹ ورلڈ کپ کی تاریخ اور کرکٹ ورلڈ کپ 2019ء (14) ☆...خلفائے سلسلہ کی واقفینِ نو سے توقعات (قسط دوم آخر) (15) ☆...رپورٹ دعوتِ افطار جماعت احمدیہ سیرالیون (17) ☆...رپورٹ تعلیم القرآن کلاس و دعوت افطار ناروے (17) ☆...رپورٹ افطار ڈنر از شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ برطانیہ (17) ☆...رپورٹ ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا (17) ☆...الفضل ڈائجسٹ (18) ☆...شیڈول ایم ٹی اے (19) ☆...احمدیت کے علمبردار دو گرہوں کے صدی کے سفر کا تقابلی جائزہ (20)

@alfazlintl

......بقیہ از صفحہ نمبر 01 ...... تو عام امیر کی اطاعت سے بہت بڑھ کر ہے۔

صحابہ کی زندگیوں میں، دلی خوشی کے ساتھ کامل اطاعت کے حوالے سے حضورِ انور نے عہدِ فاروقی میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی مثال دی کہ جب اُنہیں عین جنگ کے درمیان کمان حضرت ابو عبیدہؓ کے حوالے کرنے کا ارشاد موصول ہوا تو اُنہوں نے بغیر کسی شکوے کے، دل میں کسی قسم کا خیال لائے بغیر کامل اطاعت کے ساتھ حضرت ابو عبیدہؓ کو چارج دیا اور ان کی ماتحتی قبول کی۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ مجھے پتا چلا ہے کہ بعض صدران نے جُون میں ٹرم ختم ہونے سے پہلے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ کیا یہ اس لیے کام کر رہے تھے کہ ہم نے مستقل عہدے دار رہنا ہے۔ یہ دینی کاموں میں خیانت اور باغیانہ سوچ اور خلافت کی اطاعت کے دائرے سے باہر نکلنے والی بات ہے۔ بیعت کے بعد اپنی سوچوں کو درست سمت میں رکھنا اور کامل اطاعت کے نمونے دکھانا، انتہائی ضروری ہے۔

امامِ زمانہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بیعت میں آنے والوں کے معیار کے متعلق فرمایا کہ ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔ جو شخص تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا تو محض نام لکھوانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بڑی بڑی قسمیں نہ کھاؤ کہ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے۔ اگر ایسی اطاعت کرلو جو عرفِ عام میں اطاعت کہلاتی ہے تو ہم سمجھیں گے کہ تم نے حکم مان لیا۔ عام اطاعت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل ہو، اس کی عبادت سنوار کر کی جائے۔ فتنے، شر، لڑائی جھگڑے سے بچ کر سچائی پر قائم رہتے ہوئے تمام نیکیاں بجالائی جائیں۔ گذشتہ 111 سال سے خلافت کی طرف سے ان ہی باتوں کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے۔ ہم جو معروف فیصلے کی پابندی کا عہد کرتے ہیں تو یہ نہ ہو کہ ہر کوئی معروف فیصلے کی خود ساختہ تشریح کرنے لگے۔

حضورِ انور نے اطاعت در معروف کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ایک اقتباس پیش کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لیے ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر رہے ہیں۔

اس کے بعد حضورِ انور نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بے چین کرنے والے حالات اور خلافت کے ذریعے سکون عطا ہونے کے تناظر میں، سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے حوالے سے بعض باتیں پیش فرمائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو آخری سالوں میں متواتر ایسے الہامات ہوئے کہ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ آپؑ کی وفات نزدیک ہے لیکن اس کے باوجود کبھی ایک منٹ کے لیے بھی ہمارے دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ آپؑ فوت ہو جائیں گے۔ حضرت صاحبؑ کی وفات کے بعد خواجہ کمال الدین صاحب نے اس رائے کا اظہار کیا کہ ساری جماعت کو حضرت مولوی نور الدین صاحب، خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیعت کر لینی چاہیے۔ بیعت کے بعد، کیوں کہ اطاعتِ خلافت کی سچی روح نہیں تھی اور دل میں کچھ اَور تھا اس لیے اس تدبیر اور فکر میں رہتے کہ کس طرح خلافت پر انجمن کو بالا کیا جائے اور پھر سب اختیار انجمن کے ذریعے سے اپنے قبضے میں لے لیں۔ خلیفہ اولؓ کی بیعت کے پندرہ بیس روز بعد مولوی محمد علی صاحب مجھے (حضرت مصلح موعودؓ کو) ملے اور کہنے لگے میاں صاحب آپ نے اس بات پر غور کیا ہے کہ ہمارے سلسلے کا نظام کیسے چلے گا؟ میں نے کہا کہ اب یہ بات غور کرنے کے قابل نہیں۔ ہم نے ایک شخص کی بیعت کر لی ہے تو وہ اس امر کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح سلسلے کا نظام قائم کرنا چاہیے۔ ہمیں اس میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔ پس اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کامل اطاعت کے اندر یہ لوگ رہنا نہیں چاہتے تھے۔ خلیفہ اوّلؓ کی بیعت بھی دل سے نہیں کی تھی بلکہ کسی مقصد کے لیے کی تھی۔ اس روحانی نظام کو بھی عام دنیاوی نظاموں کی طرح چلانا چاہتے تھے۔ جس کا نتیجہ بھی دیکھ لیا کہ اب یہ لوگ نام کے رہ گئے ہیں جبکہ خلافت کے زیرِ سایہ جو جماعت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے 212 ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر دشمن خوش ہوئے اور یہ خیال کیا کہ اب یہ سلسلہ تباہ ہو جائے گا۔ مگر جماعت تعداد، قربانی اور اشاعتِ دین کے لحاظ سے بڑھتی چلی گئی۔ گجرات کے ایک مولوی نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر کہا کہ نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے اور تم لوگ انگریزی دان ہو خلافت کی طرف نہیں جاؤ گے۔ دوسرے دن تار موصول ہوئی کہ ساری جماعت نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی بیعت کر لی ہے۔ پھر خلافتِ ثانیہ کے انتخاب کی خبر پر وہ کہنے لگا یار و تم بڑے عجیب لوگ ہو تمہارا کوئی پتا نہیں لگتا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ خلافتِ خامسہ کے وقت بھی ایک مولوی سارا نظارہ دیکھنے کے بعد کہنے لگا کہ لگتا تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تم لوگوں کے ساتھ ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ اس لیے ہے کیوں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے حقیقی غلام ہیں۔

حضورِ انور نے دور دراز ملکوں گنی بساؤ، مصر اور کیمرون کی بعض مثالیں پیش فرمائیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ لوگوں کی راہ نمائی فرما رہا ہے اور لوگ ایمان و اخلاص میں ترقی کر رہے ہیں۔

آخر میں حضورِ انور نے مسجد مبارک کے سنگِ بنیاد کے حوالے سے فرمایا کہ سنگِ بنیاد کے وقت مَیں کینیڈا کے سفر پر تھا۔ اینٹ پر دعا کروا کے لے لی گئی تھی۔ چنانچہ اس مسجد کی بنیاد 10/ اکتوبر 2016ء کو مکرم عثمان چینی صاحب مرحوم نے رکھی تھی۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چینی قوم کا بھی اس میں حصّہ ہے۔ مکرم عثمان چینی صاحب کو یہ خواہش اور فکر رہتی تھی کہ چین میں کسی طرح احمدیت اور اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ جائے۔ پس ہمیں ان کے درجات کی بلندی کے ساتھ، چین میں بھی اور دنیا کے ہر ملک میں اسلام کے پھیلنے کے لیے بہت دعا کرنی چاہیے۔

☆...☆...☆

سورج فروزاں غرب میں کس شان کا ہوا

سورج فروزاں غرب میں کس شان کا ہوا
کہ شہرہ جگ میں بندۂ رحمان کا ہوا

دیکھو جو 'بیتِ' فضل سے آغاز تھا ہوا
بیتِ فتوح میں آن کے کس آن کا ہوا

توحید کی صدا جو ہے برلن سے گونجتی
'بیتِ' خدیجہ سلسلہ عرفان کا ہوا

جو بیتِ نصر ناروے میں جلوہ ریز ہے
سامان یہ خدا تری پہچان کا ہوا

اب بیلجیم میں ہے کھلا توحید کا نشاں
یہ بھی کرم ہے اس مرے ذی شان کا ہوا

اپنی ندا بھی گونجتی ہے اس کے ساتھ ساتھ
نغمہ سا اِک بلند جو فاران کا ہوا

ذکرِ خدا سے ہو گا معطر ہر ایک نفس
یوں دیکھنا کہ خاتمہ شیطان کا ہوا

مرکز نیا ہے 'بیت' مبارک کی یاں اساس
یہ سب کرم ہی اُس کے فیضان کا ہوا

یہ عظمتیں خلیفہ کے ہی دم سے ہیں ملیں
مبروک ہے مبارِک، دل جان کا ہوا

یہ فیض جاری ساری ہے اِک اُس کے ہی طفیل
ہاں سب سے اعلیٰ نور جس انسانؐ کا ہوا

بجھتے ہوئے چراغ جلائے چلا چلا
احمدؑ غلام فاتحِ فاران کا ہوا

سارے جہاں میں پہنچے گا کعبہ کا یہ پیام
چرچا جہاں میں اک اسی اعلان کا ہوا

مٹ کے رہے گا دنیا سے حافظؔ یہ کفر و شرک
حق ہے وہ فیصلہ کہ جو قرآن کا ہوا

(ابن کریم)

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

قسط نمبر 4

رسول کریمؐ کے اخلاق حسنہ کے متعلق آپؐ کی بیوی کی گواہی

اس وقت تک تو میں نے آنحضرتؐ کے اخلاق حسنہ کو آپؐ کے صحابہؓ کی فدائیت سے ثابت کیا ہے اب ایک اَور طریق سے اس امر پر روشنی ڈالتا ہوں۔ آدمی کا سب سے زیادہ تعلق اپنی بیوی سے ہوتا ہے کیونکہ اس کے پاس روزانہ بہت سا وقت خرچ کرنا پڑتا ہے اور بہت سی ضرریات میں اس کے ساتھ مشارکت اختیار کرنی پڑتی ہے اس لیے یہ تو ممکن ہے کہ انسان باہر لوگوں کے ساتھ تکلف کے ساتھ نیک اخلاق کے ساتھ پیش آسکے اور ایک وقت کے لیے اس گند کو چھپالے جو اس کے اندر پوشیدہ ہو لیکن یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ کوئی اپنی برائیوں اور بدخلقیوں کو اپنی بیوی سے پوشیدہ رکھ سکے کیونکہ علاوہ ایک دائمی صحبت اور ہر وقت کے تعلق کے بیوی پر مرد کو کچھ اختیار بھی ہوتا ہے اور اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنی فطری بد اخلاقی کا اکثر اوقات اس کے سامنے اظہار کر دیتا ہے۔ پس انسان کے اخلاق کا بہتر سے بہتر گواہ اس کی بیوی ہوتی ہے جس کا تجربہ دوسرے لوگوں کے تجربہ سے بہت زیادہ صحیح مشاہدات پر مبنی ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے متعلق جو گواہی حضرت خدیجہؓ نے دی ہے وہ آپ ﷺ کے نیک اخلاق کو ثابت کرنے کے لیے کافی سے زیادہ ہے اور اس کے بعد کسی زائد شہادت کی ضرورت نہیں رہتی۔ حضرت عائشہؓ وحی کی ابتدا بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ جب پہلی دفعہ آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپؐ بہت گھبرائے اور غار حرا سے گھر کی طرف لوٹے اور آپؐ کا دل دھڑک رہا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کے پاس آکر آپؐ نے فرمایا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ جلد کپڑا اوڑھا دو۔ جس پر آپؐ پر کپڑا ڈالا گیا یہاں تک کہ آپؐ کا کچھ خوف کم ہوا اور آپؐ نے سب واقعہ حضرت خدیجہؓ کو سنایا اور فرمایا کہ مجھے تو اپنی نسبت کچھ خوف پیدا ہو گیا ہے۔ اس بات کو سن کر جو کچھ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا وہ یہ ہے کَلَّا وَاللّٰہِ مَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ (بخاری باب کیف کان بدء الوحی) یعنی سنو جی! میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ خدا تجھے کبھی ذلیل نہیں کرے گا کیونکہ تو رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے اور کمزوروں کا بوجھ اٹھاتا ہے اور تمام وہ نیک اخلاق جو دنیا سے معدوم ہو چکے ہیں ان پر عامل ہے۔ مہمانوں کی خدمت کرتا ہے اور سچی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ اس کلام کے باقی حصوں پر تو اپنے وقت پر لکھوں گا سر دست حضرت خدیجہؓ کی گواہی کو پیش کرتا ہوں جو آپؓ نے قسم کھا کر دی ہے۔ یعنی تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ کی گواہی گو کافی تھی لیکن اپنے خدا کی قسم کے ساتھ مؤکّد کر کے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ میں تمام اخلاق حسنہ پائے جاتے ہیں حتّٰی کہ وہ اخلاق بھی جو اس وقت ملک میں کسی اَور آدمی میں نہیں دیکھے جاتے تھے۔

یہ گواہی کیسی زبردست اور کیسی صاف اور پھر بیوی کی گواہی اس معاملے میں جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں نہایت ہی معتبر ہے۔ حضرت خدیجہؓ فرماتی ہیں کہ کل اخلاق حسنہ جو دنیا سے معدوم ہو چکے ہیں آپؐ میں پائے جاتے تھے۔

خود رسول کریم ﷺ کی گواہی اپنے اخلاق کی نسبت

حضرت خدیجہؓ کی گواہی پیش کرنے کے بعد میں خود آنحضرت ﷺ کی گواہی اپنی نیک سیرتی کی نسبت پیش کرتا ہوں۔ شاید اس پر بعض لوگ حیران ہوں کہ اپنی نسبت آپؐ گواہی کے کیا معنی ہوئے لیکن یہ گواہی رسول کریم ﷺ نے ایسی بے تکلفی سے اور بغیر پہلے غور کے دی ہے کہ موافق تو الگ رہے مخالف کو بھی اس کے ماننے سے انکار نہیں ہونا چاہیے۔ اس حدیث میں جس میں حضرت خدیجہؓ کی گواہی کا ذکر ہے آگے چل کر لکھا ہے کہ حضرت خدیجہؓ آنحضرت ﷺ کو اپنے ساتھ اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور انہیں کل حال سنایا انہوں نے سن کر کہا کہ یہ فرشتہ جو آپؐ پر نازل ہوا ہے یہ وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر نازل فرمایا تھا اور فرمایا کہ یَالَیْتَنِیْ فِیْھَا جَذَعًا لَیْتَنِیْ اَکُوْنُ حَیًّا اِذْ یُخْرِجُکَ قَوْمُکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَ مُخْرِجِیَّ ھُمْ (بخاری جلد اول باب کیف کان بدء الوحی) یعنی اے کاش! کہ میں اس وقت جوان و توانا ہوں۔ اے کاش! کہ میں اس وقت زندہ ہوں جبکہ تجھے تیری قوم نکال دے گی رسول اللہؐ نے سن کر فرمایا کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟

اس گفتگو سے اور خصوصاً رسول کریم ﷺ کے اس قول سے کہ ’’کیا مجھے میری قوم نکال دے گی‘‘ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کا اندر کیسا صاف تھا۔ اور جب آپؐ نے ورقہ بن نوفل سے یہ بات سنی کہ آپؐ کو اہل مکہ نکال دیں گے تو آپؐ کو اس سے سخت حیرت ہوئی کیونکہ آپ اپنے نفس میں جانتے تھے کہ مجھ میں کچھ عیب نہیں۔ اور اگر آپؐ ذرہ بھر بھی اپنی طبیعت میں تیزی پاتے تو اس قدر تعجب کا اظہار نہ فرماتے لیکن ورقہ کی بات سن کر اس پاک فطرت انسان کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ ہیں! کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟ اسے کیا معلوم تھا کہ بعض خبیث الفطرت ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو ہر نور کی مخالفت کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ تو اس بات پر حیران تھا کہ اس پاک زندگی اور اس دردمند دل کے باوجود میری قوم مجھے کیوں کر نکال دے گی۔

اخلاق حمیدہ کی تفصیل

اخلاق پر ایک مجملاً بحث کرنے کے بعد اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا تفصیلاً بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن پیشتر اس کے کہ میں فرداً فرداً آپؐ کے اخلاق کا بیان کروں ان کی تقسیم کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تا کہ اس تقسیم کو مدنظر رکھ کر ناظرین پر یہ بات پوری طرح عیاں ہو جاوے کہ تمام کے تمام شعبہ ہائے اخلاق میں آپؐ کمال کو پہنچ گئے تھے اور ہر حصہ زندگی میں آپؐ کے اخلاق اپنا جلوہ دکھا رہے تھے اور کوئی صنف خوبی کی باقی نہ رہی تھی جس میں آپؐ نے دوسرے تمام انسانوں کو اپنے پیچھے نہیں چھوڑ دیا۔

میں نے جہاں تک غور کیا ہے انسانی تعلقات تین طرح کے ہوتے ہیں۔ سب سے پہلا تعلق تو اس کا خدا سے ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کا خالق و رازق ہے۔ اس کے فضل کے بغیر اس کا ایک دم آرام سے نہیں گزر سکتا بلکہ آرام تو الگ رہا اس کی زندگی ہی محال ہے۔ اس کے احسانات کی کوئی حد نہیں ہر ایک لحہ میں اس کے فضلوں کی بارش ہم پر ہو رہی ہے۔ کمزور سے کمزور ضعیف سے ضعیف حالت سے اس نے ہمیں اس حد کو پہنچایا ہے اور عقل و خرد بخش کر کل مخلوقات پر فضیلت بخشی ہے اس لیے اگر اس کے ساتھ ہمارے تعلقات درست نہ ہوں۔ اگر ہمارے اخلاق تعلق باللہ میں ادنیٰ ہوں اور اس کے احسانات کو ہم فراموش کر دیں تو ہم سے زیادہ کوئی ذلیل نہیں۔

خالق کے بعد ہمارا تعلق مخلوق سے ہے کہ ان میں بھی کوئی ہمارا محسن ہے، کوئی ہمارا معلّم ہے، کوئی ہمارا مہربان ہے، کوئی درد خواہ ہے، کوئی ہمارے آرام و آسائش میں کوشاں ہے، کوئی ہماری محبت اور توجہ کا محتاج ہے، کوئی اپنی کمزوریوں اور اپنی گری ہوئی حالت اور اپنے ہمسفروں سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے ہم سے نصرت و مدد کا متمنی ہے۔ غرضیکہ ہزاروں طریق سے ہزاروں آدمی ہم سے متعلق ہیں اور اگر ہمارے معاملات ان سے درست نہ ہوں اگر ان سے بدخلقی سے پیش آئیں تب بھی دنیا کا امن و امان جاتا رہتا ہے اور فساد بغاوت میں ترقی ہوتی ہے پس اگر ہمارے اخلاق مخلوق سے درست نہ ہوں تو ہم ایک ڈاکو کی طرح ہیں جو دنیا سے اس کے امن و آرام کا متاع لوٹتا اور غارت کرتا ہے۔

تیسرا تعلق ہمارا خود اپنے نفس سے ہے کہ یہ بھی ہماری بہت سی توجہات کا محتاج ہے اور جس طرح ہمارا خالق سے منہ موڑنا یا مخلوق سے بد اخلاقی سے پیش آنا نہایت مضر اور مخرّب امن ہے اسی طرح ہمارا اپنے نفس سے بدسلوکی کرنا اور اخلاق رذیلہ سے پیش آنا نہایت خطرناک اور باعث فساد ہے۔ پس وہی انسان کامل ہو سکتا ہے کہ جو ان تینوں معاملات میں کامل ہو اور ان اصناف میں سے ایک صنف میں بھی کمزوری نہ دکھلائے۔

اگر ان تینوں اقسام اخلاق کو مدنظر رکھ کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اکثر انسان جو اخلاق میں کامل سمجھے جاتے ہیں بہت سی کمزوریاں رکھتے ہیں۔ اور اگر ایک قسم کے اخلاق میں انہیں کمال حاصل ہے تو دوسری قسم میں انہیں کوئی دسترس نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور پاک بندوں کا گروہ ہی نکلے گا کہ جو ان تینوں اقسام اخلاق میں کمال رکھتا ہے اور کسی خوبی کو اس نے ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اور جب آپ رسول کریم ﷺ کے اخلاق کا مطالعہ غور سے کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ تمام صاحب کمال لوگوں کے سردار تھے اور باوجود اس کے کہ دنیا میں بہت سے صاحب کمال لوگ گزرے ہیں لیکن جس رنگ میں آپؐ رنگین تھے اس کے سامنے سب کے رنگ پھیکے پڑ جاتے ہیں اور جن خوبیوں کے آپؐ جامع تھے ان کا عشر عشیر بھی کسی اَور انسان میں نہیں پایا جاتا ؎

عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالَم
کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

ہم اس بات سے قطعاً منکر نہیں ہیں کہ آپؐ کے پہلے بھی اور آپؐ کے بعد بھی بڑے بڑے صاحب کمال پیدا ہوئے ہیں لیکن اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کی مثال اور آنحضرت ﷺ کی مثال دیے اور سورج کی ہے اور سمندر اور دریا کی ہے کیونکہ وہ دلربا یکتا ان تمام خوبیوں کا جامع تھا جو مختلف اوقات میں مختلف صاحب کمال لوگوں نے حاصل کیں۔ آپؐ نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے احکام کی اطاعت میں ایسا محو کر دیا تھا کہ دنیا میں اس کے روشن مظہر ہو گئے تھے اور وہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کہنے والا انسان خود اس قول کا کامل نمونہ تھا

زاں نمط شد محوِ دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکرِ او شُد سراسر صورتِ ربِ رحیم
بوئے محبوب حقیقی می دمد زاں روئے پاک
ذات حقانی صفاتش مظہر ذاتِ قدیم

میں ان تینوں اقسام اخلاق میں سے پہلے تو اس کے اخلاق حسنہ میں سے وہ حصہ بیان کروں گا کہ جس سے آپؐ کا تعلق باللہ بدرجہ کمال ثابت ہوتا ہے۔ پھر وہ جس سے آپؐ کے نفس کی پاکیزگی اور کمال ثابت ہوتا ہے۔ اور آخر میں وہ حصہ جس سے مخلوق سے آپؐ کے تعلق کی کیفیت کھلتی ہے۔

.... (باقی آئندہ)

سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

manager@alfazlintl.org
فون نمبر: 00442085447672

جلسہ سالانہ بینن کا کامیاب اور بابرکت انعقاد

مذہبی و سیاسی اہم شخصیات کی جلسہ میں شمولیت، خصوصی نمائش کا انتظام، مختلف علمی و تربیتی موضوعات پر ٹھوس تقاریر، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں وسیع پیمانے پر کوریج

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال جماعت احمدیہ بینن کو اپنا تیسواں جلسہ سالانہ مورخہ 21 تا23 دسمبر 2018ء منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جلسہ بینن کے شہر آلاڈا (Allada) کے وسیع میدان Omnisport میں منعقد ہوا جو کہ کوتونو شہر سے شمال کی طرف جانے والی شاہراہ پر 50 کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

حضورِ اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت جلسہ سالانہ 2018ء کا موضوع Religion at the service of Humanity منظور فرمایا۔

جلسہ گاہ کی تیاری کا عمل ماہِ دسمبر کے آغاز سے ہی شروع کر دیا گیا اور وقارِ عمل کے ذریعہ سے اس کی صفائی کروائی گئی۔

جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں بینن کے ریڈیو اسٹیشن اور ہر ریجن میں موجود مختلف FM ریڈیوز میں جلسہ کی بابت اعلانات باقاعدگی سے کیے گئے۔ اس کے علاوہ بعض پروگرامز بھی کروائے گئے جن میں جلسہ کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی

گئی۔ یہ پروگرامز سن کر کئی غیر از جماعت لوگوں نے بھی جلسہ میں شمولیت کی خواہش کا اظہار کیا۔ جلسے سے قبل جلسے کا پروگرام ، فولڈرز اور پوسٹرز بھی کثیر تعداد میں شائع کر کے مشنز، مساجد اور پبلک مقامات پر آویزاں کیے گئے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس بارے میں آگاہی ہو۔ ان فولڈرز اور پوسٹرز پر شاملین جلسہ کے لیے پروگرام جلسہ کے علاوہ ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہدایات برائے جلسہ سالانہ درج تھیں۔

نمائش

جلسہ سالانہ کے موقع پر خصوصی اہمیت کی حامل ایک نمائش بھی لگائی گئی جس میں قرانِ کریم کے 70 سے زائد زبانوں میں تراجم، جماعت احمدیہ کا تعارف، حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور خلفاء کے سوانح پر مشتمل Banners اور پوسٹرز آویزاں کیے گئے۔ اس کے علاوہ حضرت سر ظفر اللہ خان صاحبؓ اور مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی سوانح اور کارناموں پر مشتمل Banner بھی آویزاں کیے گئے اور ہیومینیٹی فرسٹ اور IAAAE نے بینن میں جو خدمت انسانیت کے کام کیے ہیں ان کی مختصر تاریخ اور رنگین تصاویر سے مزیّن فلیکسز بھی لگائی گئیں۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کا لٹریچر جلسہ کے دوران تقسیم کیا گیا۔

اس نمائش میں مسلسل MTA چلانے کا بھی انتظام کیا گیا۔

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے اعلیٰ افسران اور مذہبی وسیاسی شخصیات نے اس نمائش کو دیکھا اور اس نمائش کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کی خدمات کو برملا سراہا۔

پہلا دن۔ 21 ، دسمبر 2018ء بروز جمعۃ المبارک

بینن کے شمالی اور دور افتادہ علاقوں سے احباب جلسہ میں شمولیت کے لیے ایک دن قبل ہی پہنچ چکے تھے۔ جن کا خدام نے والہانہ استقبال کیا۔

جلسہ کا پہلا دن 21 دسمبر 2018ء بروز جمعۃ المبارک 1 بجے دوپہر مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے جلسہ کی اہمیت اور برکات کے مضمون پر خطبہ دیا اور نمازِ جمعہ پڑھائی۔

افتتاحی اجلاس

جلسہ کے پہلے روز مورخہ 21، دسمبر 2018ء شام 3 بج کر 45 منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی جس میں لوائے احمدیت مکرم امیر صاحب بینن نے بلند کیا جبکہ بینن کے قومی پرچم کو مکرم مصلح بکری صاحب، نائب امیر بینن نے بلند کیا۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب بینن نے دعا کروائی۔

افتتاحی اجلاس کا باقاعدہ آغاز مکرم امیر صاحب بینن کی صدارت میں تلاوتِ قرآن کریم مع فرانسیسی ترجمہ اور نظم سے ہوا جس کے بعد نمائندہ گورنر اٹلانٹک، نمائندہ مئیر آف آلاڈا، اعزازی صدر مسلم کمیٹی بینن و سابق ممبر آف پارلیمنٹ، امام جابر زانفارا آف جُگو، پاکستانی اور دیگر ممالک کے کونسلرز نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان سب نے اس بات کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ ملک بینن میں قیامِ امن، رواداری، بھائی چارہ کے لیے اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ آپ جو انسانیت کی فلاح کے لیے کام کرتے ہیں اس کی کسی دوسرے فرقے میں نظیر نہیں ملتی۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب بینن نے Religion at the service of Humanity ’’مذہب انسانیت کی خدمت کے لیے‘‘ کے موضوع پر افتتاحی تقریر کی۔ آپ نے آیاتِ قرآنیہ، احادیث نبویؐ، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفائے کرام کی روشنی میں اپنی تقریر کو آسان اور عام فہم بنا کر پیش کیا۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں کی جانے والی خدمات کی تصویر پیش کی جس میں IAAAE اور ہیومینٹی فرسٹ کے منصوبوں پر بھی روشنی ڈالی جس کے بعد اس تقریر کا 4 مختلف مقامی زبانوں میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد دعا کے ساتھ پہلے اجلاس کا اختتام ہوا۔ رات کو کھانے کے بعد شاملین جلسہ کو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ کی فرانسیسی ریکارڈنگ دکھائی گئی۔

دوسرا دن۔ 22 دسمبر 2018ء بروز ہفتہ

دوسرا اجلاس

مورخہ 22 ، دسمبر 2018ء جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا آغاز حسبِ معمول نمازِ تہجد سے ہوا۔ نمازِ فجر کے بعد ’’نماز باجماعت کی اہمیت‘‘ پر درس دیا گیا۔ جلسہ کے دوسرے اجلاس کا آغاز بھی تلاوتِ قرآن کریم مع فرانسیسی ترجمہ سے ہوا اور اس کے بعد نظم مع فرانسیسی ترجمہ پیش کی گئی۔ اس کے بعد بعض علاقوں کے بادشاہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا جس میں مانیگری کے بادشاہ جو کہ احمدی ہیں اور آلاڈا کے ایک علاقہ سے آئے ہوئے ایک بادشاہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد پہلی تقریر ’’مذہب بالمقابل مادیت پرستی‘‘ کے موضوع پر پیش کی گئی۔ دوسری تقریر ’’غربت کے خلاف جہاد میں اسلام کا کردار‘‘ کے موضوع پر ہوئی۔ اس کے بعد نمازِ ظہر و عصر ادا کی گئیں اور طعام کا وقفہ ہوا۔

دوسرا دن۔ تیسرا اجلاس

جلسہ کے تیسرے اجلاس کی صدارت مکرم بکری مصلح صاحب، نائب امیر بینن نے کی جس کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم اور نظم سے ہوا۔ اس کے بعد پہلی تقریر ’’نظامِ خلافت‘‘ کے موضوع پر پیش کی گئی۔ دوسری تقریر ’’عمر رسیدہ افراد کی نسبت نوجوانوں کی ذمہ داریاں‘‘ کے موضوع پر ہوئی۔ اس کے بعد نمازِ مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔ پھر تمام شاملین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا اور کھانے کے بعد ’’جماعت احمدیہ کا تعارف‘‘ کے موضوع پر ایک پروگرام مقامی زبانوں میں پیش کیا گیا۔

تیسرا دن 23/ دسمبر 2018ء

مورخہ 23، دسمبر 2018ء جلسہ سالانہ کے تیسرے دن کا آغاز نمازِ تہجد سے ہوا۔ اس کے بعد نمازِ فجر ادا کی گئی جس کے بعد ’’نمازِ تہجد کی اہمیت‘‘ پر درس ہوا۔

تیسرا دن۔ اختتامی اجلاس

جلسے کے اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم امیر صاحب بینن نے کی۔ تلاوت اور نظم مع فرانسیسی ترجمہ پیش کی گئیں۔ اس کے بعد پہلی تقریر ’’اولاد کی تعلیم و تربیت میں والدین کا کردار‘‘ کے موضوع پر ہوئی۔ دوسری تقریر ’’ملکی نظام کے بالمقابل مذاہب کی ذمہ داریاں‘‘ کے موضوع پر فرانسیسی زبان میں پیش کی گئی۔ ان تقاریر کے تین مختلف لوکل زبانوں میں تراجم بھی ہوئے۔ اس کے بعد امیر صاحب بینن نے اختتامی کلمات کے ساتھ اس بابرکت جلسہ کا اختتام کیا۔ آپ نے دور دراز علاقوں سے سفر کی تکالیف و اخراجات برداشت کر کے آنے والے شاملین کا تہِ دل سے شکریہ ادا کیا اور دعا کرائی۔ دعا کے بعد جلسہ میں شامل تمام افراد کھڑے ہو گئے اور باآوازِ بلند کلمہ طیبہ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ خاص افریقن طرز پر پڑھا جس سے ایک عجیب روح پرور فضا قائم ہوگئی اور کافی دیر تک تمام حاضرین بشمول سٹیج پر موجود معزز مہمانان کے، سب نے کلمے کا ورد کیا۔

جلسہ سالانہ بینن کی خبر مختلف ٹی وی چینلز جن میں سرِفہرست ORTB ہے نے نشر کی۔ اس کے علاوہ ملک کے سب سے مشہور اخبارات جن میں Le Matinal اور Fraternité شامل ہیں نے خبر شائع کی۔ ان اخبارات نے جماعت احمدیہ کو 30ویں جلسہ سالانہ کی مبارکباد پیش کی اور جماعت احمدیہ کے اس جلسہ کی خوبصورت تصاویر بھی شائع کیں۔

جلسہ گاہ برائے لجنہ میں ایک LED سکرین کے ذریعہ تمام پروگرامز براہِ راست دکھائے گئے۔

گزشتہ سالوں میں جلسہ پر آنے والے احباب کو 40 سے 50 فیصد سفر کے اخراجات دیے جاتے تھے۔ تاہم امسال مرکزی مجلس عاملہ بینن کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ اس بار جلسہ پر آنے والے احباب اپنے سفر کے 100 فیصد اخراجات خود برداشت کریں گے۔ چنانچہ اس جلسہ میں خدا تعالی کے فضل سے ملک بھر سے 3813 افراد نے شمولیت اختیار کی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔ اللہ تعالیٰ ان تمام شاملین کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا حقدار بنائے اور تمام برکات جو یہ لوگ اس جلسہ سے سمیٹ کر لے کر گئے ہیں ان کو اپنے گھروں اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(رپورٹ مرتبہ مرزا فرحان بیگ۔ مبلغ سلسلہ)

شاملین جلسہ سالانہ بینن

خطبہ جمعہ

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں

’’حقیقی مومن تو بڑی سے بڑی قربانی کر کے بھی ڈرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کب اور کس طرح راضی ہو‘‘

روزے ہمارے ہی فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیے ہیں

روزوں سے انسان کی صحت پر بھی خوشگوار اثر پڑتا ہے

روزوں سے انسانی زندگی میں ڈسپلن بھی پیدا ہوتا ہے

’’روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے‘‘

ہم خوش ہو کر صرف رمضان کے آنے اور روزوں کی مبارک بادیں دینے پر ہی نہ رہیں بلکہ ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کا جو مقصد بیان فرمایا ہے کیا ہم اس کے لیے کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟

’’تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدِّق یا مکذِّب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اَور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔‘‘

مومن تو وہی ہے جو مستقل مزاجی سے نیکیوں کو تلاش کرتا ہے اور انہیں جاری رکھتا ہے

اگر دعاؤں کی قبولیت میں کہیں کمی ہے تو ہمارے اندر ہی کمی ہے خدا تعالیٰ کا فرمان کبھی غلط نہیں ہو سکتا

رمضان المبارک کی مناسبت سے آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں روزوں کی فرضیت، ان کی اہمیت اور مومنوں کی ذمہ داریوں نیز دعا کی قبولیت کے طریق کا پُرحکمت اور بصیرت افروز بیان۔

جماعتِ احمدیہ کے دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے، امّتِ مسلمہ کی باہمی ہم آہنگی اور پوری دنیا کے تباہی سے بچنے کے لیے دعا کی تحریک

مکرم ڈاکٹر طاہر عزیز احمد صاحب آف اسلام آباد پاکستان اور مکرم ڈاکٹر افتخار احمد صاحب آف امریکہ کی افسوس ناک وفات پر ان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جمعہ کے بعد نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 10؍ مئی 2019ء بمطابق 10؍ ہجرت 1398 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿١﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٤﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿٥﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿٦﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿٧﴾
يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٨٤﴾
أَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ
فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٥﴾
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ
الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ
بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٨٦﴾ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ
عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿١٨٧﴾

(البقرہ: 184 تا 187)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔ (سو تم روزے رکھو) چند گنتی کے دن۔ اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو (اسے) اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی) ہو گی اور ان لوگوں پر جو اس (یعنی روزے) کی طاقت نہ رکھتے

ہوں (بطور فدیہ) ایک مسکین کا کھانا دینا (بشرطِ استطاعت) واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو (سمجھ سکتے ہو) کہ تمہارے روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارے میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا۔ (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لیے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے یا جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں۔ اس لیے تم میں سے جو شخص اس مہینے کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اَور دنوں میں (تعداد پوری کرنی واجب) ہوگی۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا اور (یہ حکم اس نے اس لیے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور) تا کہ تم تعداد کو پوری کر لو اور اس (بات) پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تا کہ تم (اس کے) شکر گزار بنو۔ اور (اے رسول!) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں (تو جواب دے کہ) میں (ان کے) پاس (ہی) ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہیے کہ وہ (دعا کرنے والے بھی) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت، اس کی اہمیت، اس ماہ میں مومنوں کی ذمہ داریوں اور دعا کی قبولیت کے طریق بیان فرمائے ہیں۔ ایک ایسا مہینہ ہمارے لیے مقرر فرمایا ہے جس میں خدا تعالیٰ بندوں کے قریب ترین آجاتا ہے اور شیطان کو جکڑ دیتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر اس قدر رحمتوں اور فضلوں کے دروازے کھولے جا رہے ہیں تو ہمیں کس قدر اللہ تعالیٰ کی بات کو سن کر روزوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعے پر فرمایا کہ اگر تمہیں پتا ہو کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کس طرح اور کس قدر تم پر مہربان ہوتا ہے تو تم یہ خواہش کرتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ سارا سال ہی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے رہیں۔ پس روزے ہمارے ہی فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیے ہیں۔ روحانی، جسمانی ہر قسم کے فوائد ہم روزوں سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اب تو غیر مسلم ڈاکٹر بھی اس بات کے قائل ہو رہے ہیں۔ پہلے چند ایک تھے اب تعداد بڑھتی جا رہی ہے کہ روزوں سے انسان کی صحت پر بھی خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ بلکہ بعض غیر مسلم یہ لکھنے لگ گئے ہیں کہ روزوں سے انسانی زندگی میں ڈسپلن بھی پیدا ہوتا ہے۔ بہر حال یہ دنیادار چاہے کہیں یا نہ کہیں ایک حقیقی مومن تو یہ تجربہ رکھتا ہے کہ روزے ایک مومن کی جہاں جسمانی حالت کو بہتر کرتے ہیں وہاں اس سے بہت بڑھ کر روحانی طور پر بھی اس کی حالت بہتری کی طرف لے جانے کا باعث بنتے ہیں۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے رمضان کے مہینے میں بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی روحانی حالت میں ترقی کریں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جو باتیں بیان کی ہیں وہ یہ ہیں کہ ہر ایک مومن اور ہر ایک مسلمان جو حقیقی مسلمان ہے اس پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ صبح سے شام تک بھوکا رہنا، یہ روزہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہیے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔'' یعنی خدا تعالیٰ سے تعلق میں، اس کی عبادت میں، ذکر الٰہی میں انسان بڑھے اور دنیا کی طرف کم توجہ ہو۔ دنیا کے کام تو ساتھ رہتے ہی ہیں وہ نہیں رکتے لیکن ان کو کرتے ہوئے بھی خدا تعالیٰ کی یاد رہے، اس کے احکامات پر نظر رہے، اس کا ذکر ہوتا رہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لیے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔'' (ملفوظات جلد 9 صفحہ 123)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بھوکا رہنے سے کوئی غرض نہیں ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم حدیث 1903)

پھر اللہ تعالیٰ یہ بیان فرما کر کہ روزہ تم پر فرض کیا گیا ہے اس آیت میں فرماتا ہے جو پہلی آیت ہے کہ یہ اس لیے فرض ہے کہ تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ اور تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ یہ ہے کہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔ جیسا کہ پہلے میں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بھوکا رہنے سے کوئی غرض نہیں۔ جب تک روزہ تمہارے اندر تقویٰ کا وہ معیار پیدا نہ کرے، جس سے تم تمام روحانی کمزوریوں اور اخلاقی کمزوریوں سے اپنے آپ کو بچاؤ، روزہ رکھنا بے فائدہ ہے۔ اور تقویٰ کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقعے پر اس طرح فرمائی۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

''متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق'' (لوگوں کے حقوق کی تلفی کرنا، حق مارنا) ''ریا'' (بناوٹ) ''عُجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو۔'' (یعنی یہ برائیاں جو ہیں ان کو چھوڑنے میں پکا ہو۔) ''تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے اُن کے بالمقابل'' (یہ اخلاق جو برے اخلاق ہیں ان سے پرہیز کر کے اس کے بالمقابل) ''اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔'' (اچھے اخلاق اپنائے۔) ''لوگوں سے مروّت'' (سے پیش آئے) ''لوگوں سے مروّت، خوش خُلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔'' (اپنے اخلاق بہتر کرے)۔ آپؑ فرماتے ہیں ''خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔'' (یہ بھی تقویٰ کے لیے ضروری ہے۔ روحانیت کے لیے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا ہو اور سچا تعلق ہو۔) ''خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔'' (اس میں اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں وہ بھی آ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرنا اور لوگوں کے جو تعلقات ہیں، ان کی خدمت ہے وہ بھی آ گئی۔ یعنی ایسی بے نفس خدمت ہو کہ لوگ کہیں کہ یہ واقعی خدا تعالیٰ کی خاطر خدمت کر رہا ہے، کسی قسم کا اپنا کوئی ذاتی مفاد نہ ہو۔) فرمایا کہ ''ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں۔'' (جن میں سب چیزیں جمع ہو جائیں) ''وہی اصل متقی ہوتے ہیں۔ یعنی اگر ایک ایک خُلق فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اُسے متقی نہ کہیں گے جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں اور ایسے ہی شخصوں کے لیے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ:63) ہے'' (یعنی نہ ہی ان کو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ ضمانت دے دی، جب اللہ تعالیٰ کی یہ ضمانت مل گئی تو اَور اس کے بعد ان کو کیا چاہیے۔'' اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولّی ہو جاتا ہے جیسے کہ وہ فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ۔ (الاعراف:197) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں۔ ان کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتے ہیں۔ ان کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں۔ اور ایک اَور حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے میں اس سے کہتا ہوں کہ میرے مقابلہ کے لیے تیار رہو۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 400-401)

پس روزوں کا حق ادا کر کے جب تقویٰ کے یہ معیار ہوں تو تب ہی وہ روزے بھی ایک انسان کو، ایک مومن کو، ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی ڈھال کے پیچھے لے آتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کا ہر عمل اس کی ذات کے لیے ہوتا ہے سوائے روزوں کے۔ پس روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ انسان میری خاطر رکھتا ہے۔ وہ لوگ جو حقیقی مومن ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر روزہ رکھتے ہیں اور پھر فرمایا کہ جو میری خاطر روزہ رکھتا ہے میں ہی اس کی جزا ہوتا ہوں کہ میں اس کو اپنی طرف سے جو چاہوں جزا دوں گا۔ اور روزے ڈھال ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ روزے ڈھال ہیں اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی گلوچ نہ کرے، کسی قسم کی شہوانی باتیں نہ ہوں، گالی گلوچ نہ ہو اور اگر اسے کوئی گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب میں کہنا چاہیے کہ میں تو روزے دار ہوں۔ میں کسی قسم کی لغویات میں نہیں پڑتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ روزہ داروں کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ اچھی ہے۔ اس کی جو خوشبو ہے وہ کستوری کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جو اسے خوش کرتی ہیں۔ ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے کی افطاری کے سامان پیدا فرمائے اور دوسرے جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو روزے کی وجہ سے خوش ہوگا کیونکہ وہاں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی جزا ہوں۔ میں اس کو اجر دوں گا اور وہ (بے بہا) اجر جو اللہ تعالیٰ اسے دے گا جو اللہ کی خاطر روزے رکھتا ہے تو وہاں اس کی خوشی کا مقام ہی اور ہوگا۔

(صحیح البخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم حدیث 1904)

پس یہ وہ تقویٰ کا معیار ہے جو ایک حقیقی روزے دار کو حاصل کرنا چاہیے اور حقیقی روزے دار پھر حاصل کرتا ہے کہ روزہ دنیا کی تمام قسم کی ملونیوں سے پاک ہو کر رکھا جائے اور ہر قسم کی روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے

بچتے ہوئے روزے دار اپنا دن گزارے۔ اس بات پر خوش نہ ہو جائے کہ میں نے روزہ رکھا ہے۔ دنیا میں کتنے ہی روزے دار ہیں جو بظاہر روزہ رکھتے ہیں لیکن نہ ہی ان کی نمازوں کے وہ معیار ہیں جو ہونے چاہئیں، نہ ہی ان کے اخلاق کے وہ معیار ہیں جو ہونے چاہئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ شیطان اس مہینے میں جکڑا جاتا ہے، اسے باندھ دیا جاتا ہے تو پھر دنیا میں رمضان کے مہینے میں بھی برائیاں کیوں جاری رہتی ہیں؟ روزہ ڈھال ان کے لیے بنتا ہے، شیطان کے حملوں سے انہیں بچایا جاتا ہے جو روزے کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ پس یہ وہ اصل مقصد ہے جو ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہیے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بے شک رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازوں کو تالے لگا دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے۔(صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل شھر رمضان حدیث 1079)

لیکن اس کے باوجود آپؐ نے یہ بھی انذار فرما دیا، اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی کہ اگر پھر بھی کوئی رمضان کو پائے اور بخشا نہ جائے تو پھر کب بخشا جائے گا۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب رغم انف رجل ذکرت عندہ ... الخ حدیث 3545)

پس یہ بات آپؐ ہمیں فرما رہے ہیں۔ مسلمان کہلانے والوں کو فرما رہے ہیں، ان لوگوں کو فرما رہے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ روزہ تمہارے پر فرض کیا گیا ہے تا کہ تم ان دنوں میں صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت اور اخلاقی معیاروں کی بلندیوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرو لیکن اگر نہیں کرو گے تو صرف رمضان کا آنا، شیطان کا جکڑا جانا، جنت کے دروازے کھلنا، جہنم کے دروازوں پر تالے لگنا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ یہ انذار آپؐ نے فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی اتنی وسیع رحمت کے باوجود اگر بخشش کے سامان نہیں ہو سکے تو پھر کب ہوں گے؟ پس ہم خوش ہو کر صرف رمضان کے آنے اور روزوں کی مبارک بادیں دینے پر ہی نہ رہیں بلکہ ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کا جو مقصد بیان فرمایا ہے۔ کیا ہم اس کے لیے کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے حصول کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی بخشش اور مغفرت کی چادر میں ہمیں لپیٹے رکھے۔

پھر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ کن حالات میں تم روزے سے رخصت لے سکتے ہو۔ لیکن یہ بتانے سے پہلے یہ واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ میں روزے کی خود جزا بنتا ہوں اور مومنوں کی خاص طور پر بخشش کے سامان کر رہا ہوں تو یہ خیال نہ آئے کہ ہم روزہ رکھ کر کوئی بہت بڑی قربانی کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور شفقت اور بخشش کی چادر ہم پر پھیلائی گئی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا رحم اور اس کی شفقت بڑی وسیع کی گئی ہے لیکن یہ کوئی ایسی بھی غیر معمولی قربانی نہیں۔ سحری کے وقت بھی ہم پیٹ بھر کر کھا لیتے ہیں۔ افطاری کے وقت بھی اپنی مرضی کے مطابق ہر کوئی کھا لیتا ہے اور پھر کون سی یہ ایسی مستقل قربانی ہے۔ سال میں چند گنتی کے دن ہی ہیں۔ بعض لوگ روزہ رکھ کر بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے تو یہ کوئی بہت بڑی قربانی نہیں ہے جس کے اظہار ہوں بلکہ حقیقی مومن تو بڑی سے بڑی قربانی کر کے بھی ڈرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کب اور کس طرح راضی ہو، کجا یہ کہ اظہار کیا جائے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ گنتی کے چند دن ہیں۔ سال کے دنوں کا بارھواں حصہ ہیں۔ پھر فرمایا تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ تمہاری کوئی بہت بڑی قربانی ہے۔ پھر فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ تمہیں ان گنتی کے چند دنوں میں بھی اپنی رحمت سے نواز رہا ہے۔ اگر اس دوران تم بیمار ہو جاتے ہو یا سفر درپیش ہو جاتا ہے تو روزے سے ان دنوں میں رخصت ہے لیکن یہ تعداد، جو چھوٹے ہوئے روزے ہیں، ان کو سال کے دوران کسی وقت بھی پورا کرنا ہو گا۔ اور جو مستقل مریض ہیں، بہانہ نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر نے یہ کہا ہے کہ روزے نہیں رکھنے تو پھر اگر استطاعت ہے تو ایک مسکین کو روزے رکھواؤ اور استطاعت کی صورت میں یہ ضروری ہے سوائے اس کے کہ کوئی اس حد تک مالی لحاظ سے کمزور ہو کہ اس کا خود صدقے اور امداد پر گزارہ ہو رہا ہو۔ باقی ہر ایک کو جو کچھ وہ کھاتا ہے اسی خوراک سے ایک مسکین کو روزے رکھوانے ضروری ہیں۔ ہاں اگر اس کی استطاعت ہے اور بڑھ کے استطاعت ہے تو یہ بھی ٹھیک ہے کہ تم پھر فدیہ بھی دے دو اور بعد میں روزے بھی رکھ لو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں فرمایا کہ ”خدا ہر ایک شخص کو اس کی وسعت سے باہر دکھ نہیں دیتا۔ وسعت کے موافق“ آپؑ فرماتے ہیں کہ جتنی وسعت ہے۔ جتنی گنجائش ہے جو خود کھاتے پیتے ہو اس کے مطابق ”گذشتہ کا فدیہ دے دو اور آئندہ عہد کرو کہ سب روزے ضرور رکھوں گا۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 350)

آپؑ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لیے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا (سوچا میں نے تو پھر مجھ پہ یہ کھلا) کہ توفیق کے واسطے۔ اس لیے مقرر کیا گیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ تا کہ اس سے روزے کی توفیق حاصل ہو۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزے کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ ایسا مریض جس کو دِق کی بیماری ہے، ٹی بی کا مریض ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ طاقت دے سکتا ہے کہ اس کی صحت اچھی کر دے اور روزہ رکھ لے تو آپؑ فرماتے ہیں کہ فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جاوے اور یہ خدا کے فضل سے ہی ہوتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو، جو روزے چھوٹ گئے ان کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں، (دوبارہ صحت اجازت دے یا نہ دے) اور اس سے توفیق طلب کرے۔ آپؑ فرماتے ہیں یہ باتیں کہہ کے انسان اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 258)

پس فدیہ عارضی مریض بھی دے سکتے ہیں اور پھر سفر ختم ہونے پر، صحت ہونے پر روزہ رکھنا بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں چیزیں اس سے ثابت ہوتی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ جو صحت پا کر روزے رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں ان کے لیے صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے۔ جو ایسی صحت ہے جو صحت رمضان کے بعد پا لی یا رمضان میں بیمار ہوئے تو بعد میں صحت یاب ہو گئے۔ اگر وہ صرف یہی کہہ دیں کہ ہم نے رمضان میں روزے نہیں رکھے اور فدیہ دے دیا تھا۔ تو یہ تو اباحت کا دروازہ کھولنا ہے۔ بلاوجہ کی اجازت کے راستے کھولنا ہے۔ غلط بدعتیں پیدا کرنا ہے۔ اگر رمضان میں فدیہ دے بھی دیا ہے تب بھی رمضان کے بعد پھر روزے رکھنے ضروری ہیں۔ سال کے دوران کسی وقت بھی رکھے جا سکتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ہاں مستقل مریض، دودھ پلانے والی عورتیں، حاملہ عورتیں جو ہیں ان کے لیے اس حالت میں کہ اس پر سال گزر جائے صرف فدیہ ہی کافی ہوتا ہے لیکن فدیے کے ساتھ اس مہینے میں عبادتوں اور ذکر الٰہی اور دوسری نیکیوں کو جاری رکھنا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ فدیہ دے دیا تو ہر چیز سے ہم فارغ ہو گئے۔ اگر روزے نہ بھی رکھ رہے ہوں اور فدیہ دے دیں اور باقی نیکیاں جاری رکھیں تو یہ بھی رمضان کا فیض پانے والے ہوں گے۔ صرف فدیہ دے کر نمازوں کو بھول جانا اور دوسری نیکیوں کو بھول جانا یہ صرف مومن نہیں بنا دیتا، حقیقی مومن نہیں بنا دیتا، رمضان کی برکات میں حصہ دار نہیں بنا دیتا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 433)

پھر اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ فرماتا ہے کہ جو بھی نیکی تم پوری فرمانبرداری سے کرتے ہو دل نہیں بھی چاہ رہا ہو تو کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا کرے گا۔ بعض کے نزدیک فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا کا یہ بھی مطلب ہے کہ کوئی کام نفلی طور پر بھی تم کرتے ہو تو یہ بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ دونوں مطلب اس کے ہیں یعنی نفلی طور پہ زائد فدیہ دے دیا یا ایک کے بجائے دو مسکینوں کو کھلا دیا یا پتا ہونے کے باوجود کہ آج روزہ کسی وجہ سے نہیں رکھ سکا کل رکھ لوں گا پھر بھی فدیہ دے دیا تو یہ زائد نیکی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے لیے بہتر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں نیکیوں کے اجر دیتا ہے خواہ وہ اپنے پر بوجھ ڈال کر کی جائیں یا نفلی نیکیاں کی جائیں، خوشی سے کی جائیں۔ اس آیت کے آخر میں پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ تمہارے لیے روزے رکھنا ہر لحاظ سے تمہارے لیے بہتر ہے۔

پھر اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس مہینے میں ہم نے قرآن نازل فرمایا جو تمہارے لیے ہدایت کا موجب ہے اور کھلے اور روشن دلائل اور نشان اپنے اندر رکھتا ہے۔

پس قرآن کو رمضان کے مہینے سے بھی ایک خاص نسبت ہے۔ اسی مہینے میں روزوں کے ساتھ اس کے پڑھنے، اس پر غور کرنے، اس کے احکامات کو تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر کے ہم رمضان کے روزوں سے حقیقی فیض اٹھا سکیں۔ ہر ایک قرآن کریم کے گہرے مطالب کی گہرائی تک خود نہیں پہنچ سکتا اس لیے قرآن کریم کی تلاوت اور ترجمے کے ساتھ، جو کہ وہ خود پڑھ سکتا ہے، جماعت کی طرف سے جہاں جہاں مساجد میں درس کا انتظام ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اسی طرح ایم۔ٹی۔اے پر باقاعدہ درس کا انتظام ہے اس سے استفادہ ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے درس اس پر چل رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی ارشاد ہے کہ اس مہینے میں قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کیا کرو۔ قرآن کریم کی تلاوت کی طرف، قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ ایک احمدی کو تو عام دنوں میں بھی بہت زیادہ ہونی چاہیے لیکن رمضان میں تو خاص طور پر اس کا اہتمام ضروری ہے ورنہ صرف روزے رکھنا بے فائدہ ہے۔ خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں قرآن کریم کے نازل ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی

ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہمیں جہاں قرآن کریم کے اسرار و رموز اور تفسیر اور معانی کے نئے نئے زاویے بتائے وہاں اس پر عمل کرنے اور قرآن کریم کو عزت دینے کی اور اسے پڑھنے اور غور کرنے کی طرف بھی خاص توجہ دلائی ہے اور بتایا کہ تمہیں کس خاص توجہ سے اس کو پڑھ کر اس پر عمل کرنا چاہیے اور اپنی حالتوں میں کیا تبدیلی پیدا کرنی چاہیے۔ چنانچہ ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

علومِ ظاہری اور علومِ قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے۔ جو ظاہری دنیاوی علوم ہیں اور قرآن کے علوم ہیں ان کے درمیان ایک بہت بڑا فرق ہے۔فرماتے ہیں کہ ’’دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے۔فرمایا کہ صرف ونحو، طبعی، فلسفہ، ہیئت وطبابت پڑھنے کے واسطے یہ ضروری امر نہیں ہے۔ (صرف ونحو پڑھ لیا یا طبعیات پڑھ لی، فلسفہ پڑھ لیا، اسٹرانومی وغیرہ پڑھ لیا، طبابت، میڈیسن وغیرہ پڑھنے کے لیے یہ ضروری امر نہیں ہے کہ تقویٰ ضروری ہو یا یہ ضروری نہیں ہے) کہ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو، نماز کا پابند ہو۔ یہ بڑی اہم بات ہے، قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے روزوں کی پابندی بھی ضروری ہے۔عبادتوں کی پابندی بھی ضروری ہے۔ نمازوں کی پابندی بھی ضروری ہے۔تقویٰ میں بڑھنا بھی ضروری ہے۔فرمایا کہ ضروری نہیں ہے کہ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اور امرِ الٰہی اور نواہی کو ہر وقت مدّنظر رکھتا ہو، جو اللہ تعالیٰ کے حکم ہیں، جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جن کو نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو ہر وقت سامنے رکھے، مدّنظر رکھے۔ یہ عام آدمی کے لیے ضروری تو نہیں ہے لیکن قرآنی علوم کو حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے۔ جو دنیاوی علوم ہیں ان کے حاصل کرنے کے لیے ضروری نہیں ہے لیکن قرآن کریم کو پڑھنے کے لیے ضروری ہے۔ اس کے علم کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر ونواہی جو ہیں ان کو آدمی سامنے رکھے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اپنے ہر فعل اور قول کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی حکومت کے نیچے رکھے بلکہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ دنیاوی علوم کے ماہر اور طلب گار دہریہ منش ہو کر ہر قسم کے فسق وفجور میں مبتلا ہوتے ہیں۔فرماتے ہیں کہ آج دنیا کے سامنے ایک زبردست تجربہ موجود ہے۔ یورپ اور امریکہ باوجودیکہ وہ لوگ ارضی علوم میں بڑی بڑی ترقیاں کر رہے ہیں اور آئے دن نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی روحانی اور اخلاقی حالت بہت ہی قابلِ شرم ہے۔ اور آج کل تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس زمانے سے بڑھ کر آزادی کے نام پر اخلاقی گراوٹوں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے حالات جو کچھ شائع ہوئے ہیں ہم تو ان کا ذکر بھی نہیں کر سکتے مگر علوم آسمانی اور اَسرار قرآنی کی واقفیت کے لیے تقویٰ پہلی شرط ہے۔ اس میں توبۃ النصوح کی ضرورت ہے، ایسی توبہ جو سچی توبہ ہو۔ جب تک انسان پوری فروتنی اور انکساری کے ساتھ، عاجزی کے ساتھ، انکساری کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ اٹھا لے، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل نہ کرے اور اس کے جلال اور جبروت سے لرزاں ہو کر نیازمندی کے ساتھ رجوع نہ کرے قرآنی علوم کا دروازہ نہیں کھل سکتا اور روح کے ان خواص اور قویٰ کی پرورش کا سامان اس کو قرآن شریف سے نہیں مل سکتا جس کو پا کر روح میں ایک لذت اور تسلی پیدا ہوتی ہے۔

پس قرآن کریم کے علوم کو سمجھنے کے لیے تقویٰ بہت ضروری ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس کے علوم خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ پس اس کے لیے تقویٰ بطور نَردبان کے ہے یعنی سیڑھی کے ہے۔تقویٰ جو ہے بطور سیڑھی کے ہے۔ وہ سیڑھی لگاؤ گے، تقویٰ کی سیڑھی استعمال کرو گے تو قرآنی علوم کا ادراک حاصل ہو گا۔فرمایا کہ پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ بے ایمان، شریر، خبیث النفس، ارضی خواہشوں کے اسیر اِن سے بہرہ ور ہوں اس واسطے اگر ایک مسلمان مسلمان کہلا کر خواہ وہ صرف ونحو، معانی وبدیع وغیرہ علوم کا کتنا ہی بڑا فاضل کیوں نہ ہو دنیا کی نظر میں شیخ الکل فی الکل بنا بیٹھا ہو لیکن اگر سارے علوم اس کو آتے ہوں، گرائمر وغیرہ بھی آتی ہو، عربی دانی بھی اس کو بڑی اچھی آتی ہو، قرآن کریم کے معانی بھی بڑی اچھی طرح کر سکتا ہو لیکن اگر تزکیہ نفس نہیں کرتا تو قرآن شریف کے علوم سے اس کو حصہ نہیں دیا جاتا۔فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت دنیا کی توجہ ارضی علوم کی طرف بہت جھکی ہوئی ہے اور مغربی روشنی نے تمام عالم کو اپنی نئی ایجادوں اور صنعتوں میں حیران کر رکھا ہے۔ مسلمانوں نے بھی اگر اپنی فلاح اور بہتری کی کوئی راہ سوچی تو بدقسمتی سے یہ سوچی ہے کہ وہ مغرب کے رہنے والوں کو اپنا امام بنا لیں۔ دنیا کی طرف پڑ گئے ہیں اور یہ ترقی جو دنیاوی ترقی ہے اسی کو سب کچھ سمجھنے لگ گئے ہیں۔فرمایا یہ تو نئی روشنی کے مسلمانوں کا حال ہے۔ جو لوگ پرانے فیشن کے مسلمان کہلاتے ہیں اور اپنے آپ کو حامیٔ دینِ متین سمجھتے ہیں ان کی ساری عمر کی تحصیل کا خلاصہ یہ ہے اور لب لباب یہ ہے کہ صرف ونحو کے جھگڑوں اور الجھیڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور ضَآلِّیْن کے لفظ پر مرمٹے ہیں۔ اسی بات میں الجھے ہوئے ہیں کہ گرائمر کیا ہے، عربی کی صَرف کیا ہے، نَحو کیا ہے اور کس طرح تلفظ صحیح طرح ادا کرنا ہے۔فرمایا کہ قرآن شریف کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں ہے اور ہو کیونکر جو تزکیہ نفس کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ پس آپؑ فرماتے ہیں کہ احمدیوں کو اس بات پہ غور کرنا چاہیے کہ صرف دنیا میں نہ پڑ جاؤ بلکہ قرآن کریم کے علوم کو بھی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد1 صفحہ 425 تا427)

پھر ایک موقعے پر ایک صاحب نے آپؑ سے سوال کیا کہ قرآن شریف کس طرح پڑھا جائے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ’’قرآن شریف تدبّر وتفکر وغور سے پڑھنا چاہیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارٍ یَّلْعَنُہُ الْقُرْاٰن۔ یعنی بہت سے ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔‘‘ فرمایا ’’تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیتِ رحمت پر گزر ہو۔‘‘ یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذکر ہو ’’تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں قرآن کریم میں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو؟‘‘ آپؑ فرماتے ہیں ’’تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے۔‘‘ توبہ اور استغفار کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی جائے ’’اور تدبّر وغور سے پڑھنا چاہیے اور اس پر عمل کیا جاوے۔‘‘ (ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 199-200)

پس یہ ہے قرآن کریم پڑھنے کا طریق۔ ان دنوں میں جب ہمیں قرآن کریم پڑھنے کی طرف خاص توجہ ہوئی ہے تو اس سوچ اور اس انداز سے پڑھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

’’تم ہوشیار رہو۔ اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔‘‘ فرماتے ہیں ’’افسوس ان لوگوں پر جو کسی اَور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔‘‘ فرمایا ’’تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدِّق یا مکذِّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اَور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔‘‘ قرآن کے واسطے سے گزرو گے تب ہی ہدایت ملے گی۔ فرمایا ’’خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی۔ اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔‘‘ فرمایا کہ ’’یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔‘‘ ’’ایک گندے لوتھڑے کی طرح تھی۔ ’’قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

پس قرآن کریم پڑھنے، اسے سمجھنے اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے کی طرف ہمیں خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ رمضان میں بہت سے لوگوں کی اس طرف توجہ پیدا ہوتی ہے تو پھر اسے انہیں اپنی زندگی کا مستقل حصہ بنانے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر رمضان کے مہینے میں قرآن کریم پڑھنے کی طرف جو مومنین کو توجہ دلائی ہے تو اس لیے کہ اس مجاہدے کے مہینے سے گزرتے ہوئے جب ہم قرآن کریم کی طرف خاص توجہ دے رہے ہوں گے تو پھر عام دنوں میں بھی اس طرف توجہ کی عادت پڑے گی ورنہ اللہ تعالیٰ کا رمضان کے مہینے میں قرآن کی طرف توجہ دلانے کا جو مقصد ہے وہی فوت ہو جاتا ہے۔ مومن تو وہی ہے جو مستقل مزاجی سے نیکیوں کو تلاش کرتا ہے اور انہیں جاری رکھتا ہے۔ پس یہ عظیم ہدایت اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہم تک پہنچائی ہے۔ اسے ہمیں اپنی ہدایت کا ذریعہ بنانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

پھر اس آیت سے آگے مزید واضح کر کے یہ ہدایت فرما دی کہ روزوں کی پابندی کرنی ہے اور مریض اور مسافر نے چھُوٹے ہوئے روزوں کو بعد میں پورا کرنا ہے۔ یہ ضروری ہے۔صرف فدیہ دینے سے تمہیں چھوٹ نہیں مل گئی۔سفر اور بیماری میں روزے نہ رکھنے کی چھوٹ دے کر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر تنگی وارد نہیں کرتا۔ پھر فرمایا کہ روزوں کے دنوں کو خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے

اور ذکرِ الٰہی اور عبادت میں گزارو اور اس بات پر شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ہدایت کی ایسی عظیم کتاب اتاری جو جامع اور مکمل ہدایت ہے اور شکر کا حق اسی وقت ادا ہوتا ہے جب ہم اس پر عمل کرنے والے بنتے ہیں۔ پھر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے، میری تلاش کرنے والے میری تلاش میں خاص طور پر سوال کرتے ہیں، رمضان کے مہینے میں اس تلاش میں پہلے سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں تو مَیں تو قریب ہوں، ان کی پکاریں سن رہا ہوں اور خالص ہو کر مجھ سے مانگیں گے تو پھر میں قبول بھی کرتا ہوں لیکن دعا قبول کروانے کے لیے ضروری ہے کہ دعا کرنے والا بھی میری بات مانے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے حکم کو قبول کرے۔ میرے پر ایمان مضبوط کرے۔ یہ شکوہ کہ ہم تو دعا کر دیتے ہیں، کرتے ہیں، ہم نے بہت دعا کی لیکن اللہ تعالیٰ نے نہیں سنی۔ چند دن بعد ہی بعضوں کے یہ شکوے شروع ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو نہیں سنتے، اس پر ہم عمل نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ سے محبت کی تلاش نہیں کرتے، اس کے حقیقی بندے نہیں بنتے۔ صرف مشکل وقت آنے یا کسی تکلیف کے وقت میں ہی اسے پکارتے ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں تو پھر کس طرح شکوہ کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں نہیں سُنیں۔ پس پہلے ہمیں اپنے آپ کو سنوارنا ہو گا۔ ہاں اپنے آپ کو سنوارنے کی کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لیے دعا کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے دعا بھی کرنی ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ہماری تسکین اور سکون کے سامان بھی پیدا فرمائے گا۔ کس طرح قبولیت کرتا ہے؟ اگر دل کو تسکین مل جاتی ہے سکون مل جاتا ہے تو یہ بھی قبولیت ہی ہے۔ پھر اپنے خالص بندوں، اپنے عاشقوں کی دعاؤں کو قبول کرنے کی طرح پھر اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو بھی قبول فرمائے گا۔ پس ہماری طرف سے پہلی کوشش رمضان کے مہینے میں ہو گی تو مومنوں کے لیے اپنا قرب پانے، دعاؤں کو قبول کرنے کے لیے خاص انتظام بھی پھر اللہ تعالیٰ کر دیتا ہے۔ پس اس میں ہمیں خاص کوشش کرنے کی ضرورت ہے ورنہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے شکوے کرنے کا کوئی حق نہیں کہ وہ دعا قبول نہیں کرتا۔ دعا کے طریق اور اپنی حالتوں کو قبولیت دعا کی کیفیت والا بنانے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس طرح رہنمائی فرمائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ’’یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ اس لیے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 124)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔ ’’یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دعا کرتے ہیں اور تمام نماز دعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں۔‘‘ ’’بے شک نماز جو ہے دعا ہے لیکن وہ کیفیت پیدا ہونی چاہیے جو دعا کا حقیقی مقصد ہے، وہ بھی ضروری ہے۔ فرمایا ’’کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اَور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سَیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔‘‘ ایک طوفان ہے سمندر کا لیکن وہی طوفان کشتی بن جاتا ہے، بچانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ فرمایا کہ ’’ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔‘‘ پس حقیقی دعا تو اس طرح اثر دکھاتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں

’’مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں، تھکتے نہیں، کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔‘‘ یعنی روحانی طور پر مردہ ہوئے ہوئے ہیں۔

’’مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لیے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینے میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لیے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور ازخود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔‘‘ فرمایا ’’...... دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔‘‘ فرمایا ’’...... غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مُشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہ کر آستانہ حضرتِ احدیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے۔ اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھلائی ہے۔ اور روح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کے لیے ہر ایک مصیبت کی برداشت اور حکم ماننے کے بارے میں مستعدی ظاہر کرتی ہے۔ اور اس کا رکوع یعنی جھکنا یہ ہے کہ وہ تمام محبتوں اور تعلّقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جھک آتی ہے اور خدا کے لیے ہو جاتی ہے۔ اور اُس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گِر کر اپنے تئیں بکلی کھو دیتی ہے۔‘‘ اپنی ذات کو ختم کر دیتی ہے ’’اور اپنے نقشِ وجود کو مٹا دیتی ہے۔ یہی نماز ہے جو خدا کو ملاتی ہے اور شریعت اسلامی نے اس کی تصویر معمولی نماز میں کھینچ کر دکھلائی ہے تا وہ جسمانی نماز روحانی نماز کی طرف محرک ہو‘‘ لے جانے والی ہو۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 222 تا 224)

پس یہ وہ حالت ہے جو ہمیں اپنے اندر پیدا کرنی ہو گی تا کہ دعاؤں کی قبولیت کے نظارے ہم دیکھیں۔ رمضان کے روزوں کے ساتھ عبادت کی حقیقت سے بھی فیض یاب ہوں اور دعاؤں کی قبولیت کے نظارے بھی ہم دیکھیں۔ اگر دعاؤں کی قبولیت میں کہیں کمی ہے تو ہمارے اندر ہی کمی ہے۔ خدا تعالیٰ کا فرمان کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ ان دنوں میں اپنی حالتوں کی بہتری کے لیے ہمیں خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں کے پہلے ہی بہت قریب ہے ان دنوں میں اَور بھی قریب آ گیا ہے۔ اپنی فرض عبادتوں اور اپنے نوافل میں خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیں جھکنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مہینے کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے۔

(کنز العمال جلد 8 صفحہ 477 فی فصل صوم شہر رمضان حدیث 23714 مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1985ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا حقیقی عبد بناتے ہوئے اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر میں لے لے اور اس مہینے سے ہم فیض پانے والے ہوں۔ ان دنوں میں خاص طور پر جماعت کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ دشمنانِ احمدیت کے شر ان پر الٹائے اور جہاں جہاں بھی جماعت کے خلاف منصوبے باندھے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ وہاں ان کی تدبیریں اور ان کے مکر اُن پر الٹائے۔ مسلم امہ کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ظلم کرنے اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے سے روکے، بچائے اور خالص مسلمان بنائے۔ زمانے کے امام کو یہ ماننے والے ہوں۔ دنیا کے حالات کے لیے عمومی طور پر بھی دعا کریں۔ بڑی تیزی سے بہت بڑی تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے اور یہ خدا تعالیٰ کو پہچانیں تا کہ اس تباہی سے بچ سکیں۔

نماز کے بعد میں دو جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ ان کی وفات تو دو مہینے پہلے کی ہے لیکن یہ کوائف ابھی میرے سامنے آئے ہیں۔ پہلا نام مکرم ڈاکٹر طاہر عزیز احمد صاحب ابن ارشد اللہ بھٹی صاحب مرحوم اسلام آباد کا ہے اور دوسرے ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ابن ڈاکٹر خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم امریکہ ہیں۔ یہ دونوں فتح جنگ کے قریب اپنی زمینوں کے معاملات دیکھنے کے لیے گئے ہوئے تھے وہاں ڈاکٹر افتخار احمد صاحب کے ایک ملازم نے 13/ مارچ کو انہیں اغوا کرنے کے بعد دونوں کو بے دردی سے قتل کر دیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہاں قاتلوں کو یہ فکر نہیں ہوتی کہ اگر احمدی کو قتل کر دیا تو ہم پکڑے جائیں گے۔ کیونکہ احمدی کا قتل تو ان کے نزدیک ثواب بھی ہے اور پھر مولوی کی یہ اشیر باد بھی ہے کہ ان کو بچانے کی کوشش کریں گے بلکہ پوری کوشش کریں گے۔ اس لحاظ سے کچھ نہ کچھ احمدیت کا عنصر بھی اس میں شامل ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس لحاظ سے شہادت بھی ہے۔

ڈاکٹر طاہر عزیز احمد صاحب 27/ نومبر 1967ء کو مٹھہ ٹوانہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا آغاز ان کے پڑدادا حضرت مولوی نور احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لودھی ننگل ضلع گورداسپور کے ذریعے ہوا۔ حضرت مولوی نور احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے اس فتویٰ کفر پر دستخط

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کرنے سے انکار کر دیا تھا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تیار کیا تھا اور اس کو، مولوی محمد حسین بٹالوی کو اس بارے میں مولوی صاحب نے خط لکھا تھا جو الحکم کے پہلے شمارے 8/ اکتوبر 1897ء میں شاملِ اشاعت ہے۔ (ماخوذ از الحکم 8 اکتوبر 1897ء صفحہ 5-6)

نیز حضرت مولوی نور احمد صاحب کے والد مولوی اللہ دتہ بھٹی صاحب آف لودھی ننگل کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بچوں مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب کی تعلیم کے لیے بھی قادیان بلایا تھا جس کا ذکر ''تاریخ احمدیت'' جلد اول میں ہے۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 119)

مرحوم نے میٹرک کے بعد اسلام آباد ہومیو پیتھک میڈیکل کالج سے ڈی۔ ایچ۔ ایم۔ ایس کا امتحان پاس کیا۔ پھر چٹھہ بختاور اسلام آباد میں پریکٹس شروع کی۔ بڑے ہر دل عزیز ڈاکٹر تھے، بے حد خلیق تھے، متواضع تھے، ہمدرد اور نفیس طبع انسان تھے۔ ایک عرصے تک ڈاکٹر صاحب کا گھر نماز سینٹر کے لیے بھی استعمال ہوتا رہا۔ خلافت کے ساتھ بھی بہت پیار کا تعلق تھا۔ آپ کی وفات پر سینکڑوں غیر از جماعت مرد وزَن نے تعزیت کی اور آپ کی وفات کو ایک قومی نقصان قرار دیا۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کا بیٹا یہاں لندن میں ہے رانا خالد صاحب کا داماد ہے۔ ان کے بڑے بھائی فضَیل عیاض صاحب ہیں جو واقف زندگی ہیں، مربی ہیں۔ پہلے ایم۔ٹی۔اے میں خدمات بجالا رہے تھے، اب جامعہ احمدیہ ربوہ میں ہیں۔

دوسرے جو مرحوم ہیں وہ ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ہیں ان کا تعلق ترگڑی ضلع گوجرانوالہ سے تھا۔ آپ حضرت محمد جمال صاحب صحابی مسیح موعودؑ کے نواسے تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا آغاز آپ کے دادا خواجہ جلال الدین صاحب کے ذریعے خلافتِ ثانیہ میں ہوا۔ ان کے والد خواجہ نذیر احمد صاحب کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں کیمسٹری پڑھانے کی توفیق ملی۔ مرحوم ڈاکٹر صاحب نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم۔ بی۔ ایس کرنے کے بعد تقریباً تین سال احمدیہ کلینک کانو، نائیجیریا میں خدمت کی توفیق پائی۔ تین سال بعد امریکہ چلے گئے جہاں انہوں نے ایم۔ ڈی کیا۔ اس کے بعد تقریباً پندرہ سال رہنے کے بعد وہاں سے ایم ڈی کر کے پھر پاکستان آگئے۔ پھر پندرہ سال یہاں پاکستان میں رہے۔ پھر تین سال پہلے امریکہ منتقل ہو گئے تھے جہاں کیلیفورنیا میں آپ نے امتحان پاس کر کے وہیں کام شروع کر دیا۔ پھر بچیوں کی وجہ سے پاکستان آگئے۔ مرحوم بڑے غریب پرور، خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار تھے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور ایک مخلص انسان تھے۔

پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں مرحومین کے ساتھ رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھے۔

☆...☆...☆

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 08/ جولائی 2017ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں چند نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ امۃ الناصر مناہل (واقفۂ نو) کا ہے جو خالد احمد صاحب (انچارج رشین ڈیسک یوکے) کی بیٹی ہیں۔ خالد صاحب رشیا میں کافی عرصہ مبلغ بھی رہے ہیں۔ وہاں زبان سیکھی۔ اب یہاں رشین ڈیسک میں کتابوں کے ترجمہ وغیرہ کا کام کر رہے ہیں۔ یہ نکاح عزیزم وجاہت احمد کے ساتھ ساڑھے تین ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے، جو جامعہ جرمنی سے گزشتہ سال فارغ ہوئے ہیں اور سعادت احمد خالد صاحب کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے فریقَین میں ایجاب و قبول کروایا اور اس کے بعد دلہن کے والد صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا: میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کے نام میں کوئی کمی رہ گئی ہے، رانا خالد نہیں لکھا ہوا۔ اور پھر اگلے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ ثنا ارشد کا ہے جو خالد نبیل ارشد کی بیٹی ہیں۔ نبیل ارشد بھی تقریباً ہر ہفتہ یا جب بھی ضرورت پڑے اپنے آپ کو وقف عارضی کے لیے پیش کرتے ہیں۔ عبدالباقی ارشد صاحب کے بیٹے ہیں۔ اور بچی عبدالباقی ارشد صاحب کی پوتی خالد نبیل ارشد کی بیٹی ہے۔ یوکے کا پرانا رہنے والا خاندان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کی خدمت کرنے والا خاندان ہے۔ یہ نکاح عزیزم فہیم مظفر احمد کے ساتھ پندرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو واقفِ نَو ہیں اور چوہدری کلیم اللہ انجم صاحب کے بیٹے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ مدیحہ طاہر کا ہے جو طارق وسیم طاہر صاحب سویڈن کی بیٹی ہیں۔ یہ عزیزم انعام احمد طاہر (واقف نَو) کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو عبدالقادر طاہر صاحب صدر جماعت بالھم (Balham) کے بیٹے ہیں۔ دلہن کے وکیل ان کے بھائی نعیم احمد طاہر صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقَین میں ایجاب و قبول کروایا اور فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ برہ عبدل بنت مکرم عبدالوحید صاحب (کرائیڈن) کا ہے جو عزیزم شہروز احمد خان (واقف نو) کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ جو احسان الصمد خان صاحب کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے فریقَین میں ایجاب و قبول کروایا اور فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ سائرہ ماجد کا ہے جو عبدالماجد صاحب کی بیٹی ہیں اور یہ عزیزم عبدالغافر کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو مکرم عبدالباسط صاحب کے بیٹے ہیں۔

اس نکاح کے فریقَین میں ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور نے دریافت فرمایا: ہو گئے پورے؟

محترم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری کے اثبات میں جواب عرض کرنے پر حضور انور نے ان تمام رشتوں کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کروائی اور ان نکاحوں کے فریقین کو شرف مصافحہ بخشا۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

بقیہ: افطار ڈنر جماعت سیرالیون......از صفحہ 17

کوششوں کا ذکر کیا۔ کہنے لگے کہ میں جب بھی جماعت احمدیہ کی کسی تقریب میں شامل ہوتا ہوں تو کسی نہ کسی ایسے شخص سے ضرور ملاقات ہو جاتی ہے جس کا مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ یہ بھی احمدیہ سکول کے پرانے طلباء میں سے ہیں۔ اور اگر موجودہ حکومت میں احمدیہ فیملی کا ذکر کریں تو ہم میں بہت سے احمدیہ سکولوں کے سابق طلباء ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں سیرالیون کے لیے جماعت احمدیہ کی خدمات کا دل کی گہرائیوں سے شکرگزار ہوں۔ اور جو کام بھی آپ تعلیم کے میدان میں کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے بطور حکومتی نمائندہ میرے دروازے آپ کے لیے ہمیشہ کھلے ہیں، تاکہ ہم عام دنیاوی تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم بھی لوگوں تک پہنچا سکیں۔ آخر میں انہوں نے فرمایا کہ یہاں آنا میرے لیے باعث فخر ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اگلے سال بھی اس پروگرام میں شامل ہوں گا۔

آخر میں محترم امیر صاحب نے مختصر خطاب فرمایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دورہ سیرالیون کا ذکر کیا اور بتایا کہ حضور انور رحمہ اللہ نے سائنس لیبارٹری دیکھنے کی خواہش کی اور فرمایا کہ سیرالیون کا مستقبل یہاں ہے، اگر اس کی طرف توجہ کریں تو سیرالیون کا مستقبل سنور جائے گا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس موقع پر FTN ٹی وی، ریڈیو اور اخبار کے نمائندے بھی موجود تھے۔ اسی طرح AYV ٹی وی اور اخبار کے نمائندے بھی موجود تھے۔ ان دونوں اخبارات نے اس پروگرام کی خبر شائع کی۔ اس کے علاوہ ملک کے بڑے اخبار THE STANDARD TIMES نے اس پروگرام کی خبر مع تصاویر شائع کی۔ MTA سیرالیون کی ٹیم بھی اس موقع پر موجود تھی اور انہوں نے بھی اس پروگرام پر رپورٹ تیار کی ہے۔

پروگرام کی کل حاضری 150 تھی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان تبلیغی مساعی میں برکت ڈالے اور اسے لوگوں کے لیے ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین

(رپورٹ: عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل سیرالیون)

بقیہ: تعلیم القرآن کلاس جماعت ناروے...از صفحہ 17

احباب کی دلچسپی کے لیے عرض کرتے چلیں کہ ناروے کا ملک دنیا کے انتہائی شمالی خطے میں واقع ہے اور اس کا ایک بڑا رقبہ قطب شمالی کے دائرے کے اندر ہے۔ یہاں گرمیوں میں دن غیر معمولی لمبے ہوتے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اجازت سے اسلامی اصول کے پیشِ نظر نمازوں اور روزے کے اوقات مقرر ہیں۔ چنانچہ گرمیوں کے موسم میں آنے والے روزے اور نماز کے اوقات طلوع وغروب آفتاب کے تابع نہیں ہوتے بلکہ مقررہ اوقات میں ان فرائض کی ادائیگی کی جاتی ہے۔

رمضان کے دوران مسجد 'بیت النصر' کے اردگرد بسنے والے اکثر احمدی جن کی تعداد تین سے چار سو تک ہو جاتی ہے باقاعدگی سے اجتماعیت کی روح کو برقرار رکھتے ہوئے روزہ مسجد میں افطار کر کے نمازوں اور درس و تدریس اور نمازِ تراویح کے پروگرامز میں شامل ہوتے ہیں۔

(رپورٹ: میر عبدالسلام۔ ناروے)

بقیہ: افطار ڈنر ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا...از صفحہ 17

(جنوبی امریکہ) میں ایک بڑے ہسپتال کا آغاز کیا گیا ہے جس کا نام ''ناصر ہسپتال'' رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ افریقہ اور بعض دیگر ممالک میں متعدد ہسپتالوں، کلینکس اور فوڈ بنکوں کا قیام نیز ضرورتمندوں کو شیلٹر وغیرہ مہیا کرنے جیسے رفاہ عامہ کے کام شامل ہیں۔

بعد ازاں وان شہر کی ممبر آف پارلیمنٹ محترمہ ڈیبورا شلٹ صاحبہ اور پھر جماعت سے ایک طویل عرصہ سے دوستانہ تعلقات رکھنے والے سٹی آف ٹورانٹو کے وارڈ نمبر 22 کے کونسلر مسٹر جیم کاری جیانس نے خطاب کیا۔

آخر میں چند بڑے عطیہ دہندگان کے نام پڑھ کر سنائے گئے۔ اس پروگرام میں کل 30 ہزار ڈالرز کے عطیات اکٹھے ہوئے جو رفاہِ عامہ کے کاموں میں صرف کیے جائیں گے۔ نماز عشاء سے قبل، فنڈ ریزنگ کا یہ خصوصی پروگرام دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: ناصر احمد وینس۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل، کینیڈا)

مسائل رمضان المبارک

از ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(رحمت اللہ بندیشہ ۔مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

قسط نمبر 3۔ آخری

بچوں کو کس عمر میں روزے رکھوانے چاہئیں

’’عمر کا سوال کہ کس عمر میں روزہ رکھنا چاہیے؟ کئی بچے بھی پوچھتے ہیں۔ بڑے بھی پوچھتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’یہ امر یاد رکھنا چاہیے کہ شریعت نے چھوٹی عمر کے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے لیکن بلوغت کے قریب انہیں کچھ روزے رکھنے کی مشق ضرور کرانی چاہیے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جہاں تک یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پہلا روزہ رکھنے کی اجازت بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں دی تھی۔ لیکن بعض بے وقوف چھ سات سال کے بچوں سے روزے رکھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس کا ثواب ہو گا۔ یہ ثواب کا کام نہیں بلکہ ظلم ہے کیونکہ یہ عمر نشوونما کی ہوتی ہے۔ ہاں ایک عمر وہ ہوتی ہے کہ بلوغت کے دن قریب ہوتے ہیں اور روزہ فرض ہونے والا ہی ہوتا ہے۔ اس وقت ان کو روزوں کی ضرور مشق کرانی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور سنت کو اگر دیکھا جائے تو بارہ تیرہ سال کے قریب کچھ کچھ مشق کرانی چاہیے اور ہر سال چند روزے رکھوانے چاہئیں یہاں تک کہ اٹھارہ سال کی عمر ہو جائے جو میرے نزدیک روزہ کی بلوغت کی عمر ہے۔ مجھے پہلے سال صرف ایک روزہ رکھنے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجازت دی تھی۔ (بارہ تیرہ سال میں جب روزے کی اجازت دلوائی تھی تو صرف ایک روزہ رکھوایا تھا۔) اس عمر میں تو صرف شوق ہوتا ہے۔ اس شوق کی وجہ سے بچے زیادہ روزے رکھنا چاہتے ہیں مگر یہ ماں باپ کا کام ہے کہ انہیں روکیں۔ پھر ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں چاہیے کہ بچوں کو جرأت دلائیں کہ وہ کچھ روزے ضرور رکھیں۔ (بچپن میں ماں باپ کا کام ہے روکیں، زیادہ نہ رکھنے دیں۔ پھر جب جوانی کی عمر آ رہی ہے تو پھر جرأت دلائیں اور ان سے روزے رکھوائیں) اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے رہیں کہ وہ زیادہ نہ رکھیں۔ اور دیکھنے والوں کو بھی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیے کہ یہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر بچہ اس عمر میں سارے روزے رکھے گا تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا۔ اسی طرح بعض بچے خَلقی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اپنے بچوں کو میرے پاس ملاقات کے لیے لاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس کی عمر پندرہ سال ہے حالانکہ وہ دیکھنے میں سات آٹھ سال کے معلوم ہوتے ہیں۔ (اکثر یوں ہی ہوتا ہے۔ میرے پاس بھی ایسے آتے ہیں۔) اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے بچے روزے کے لیے شاید اکیس سال کی عمر میں بالغ ہوں۔ اس کے مقابلے میں ایک مضبوط بچہ غالباً پندرہ سال کی عمر میں ہی اٹھارہ سال کے برابر ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ میرے ہی ان الفاظ کو پکڑ کر بیٹھ جائے کہ روزے کی بلوغت کی عمر اٹھارہ سال ہے تو نہ وہ مجھ پر ظلم کرے گا نہ خدا تعالیٰ پر بلکہ اپنی جان پر آپ ظلم کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی چھوٹی عمر کا بچہ پورے روزے نہ رکھے اور لوگ اس پر طعن کریں تو وہ طعن کرنے والے بھی اپنی جان پر ظلم کریں گے۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 385)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی تھیں کہتی ہیں قبل بلوغت کم عمری میں آپ علیہ السلام روزہ رکھوانا پسند نہیں کرتے تھے۔ بس ایک آدھ رکھ لیا کافی ہے۔ حضرت اماں جانؓ نے میرا پہلا روزہ رکھوایا تو بڑی دعوت افطار دی۔ یعنی جو خواتین جماعت تھیں سب کو بلایا تھا۔ اس رمضان کے بعد دوسرے یا تیسرے رمضان میں مَیں نے روزہ رکھ لیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ آج میرا روزہ پھر ہے۔ آپ حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ پاس سٹول پر دو پان لگے رکھے تھے۔ غالباً حضرت امّاں جان بنا کر رکھ گئی ہوں گی۔ آپ نے ایک پان اٹھا کر مجھے دیا کہ لو یہ پان کھا لو۔ تم کمزور ہو۔ ابھی روزہ نہیں رکھنا۔ توڑ ڈالو روزہ۔ میں نے پان تو کھا لیا مگر آپ سے کہا کہ صالحہ (یعنی ممانی جان مرحومہ۔ چھوٹے ماموں جان کی اہلیہ محترمہ) نے بھی روزہ رکھا ہوا ہے۔ وہ بھی اس وقت چھوٹی عمر کی تھیں ان کا بھی تڑوا دیں۔ فرمایا بلاؤ اس کو بھی۔ مَیں بلا لائی۔ وہ آئیں تو ان کو بھی دوسرا پان اٹھا کر دیا اور فرمایا لو یہ کھا لو۔ تمہارا روزہ نہیں ہے۔ فرماتی ہیں کہ غالباً میری عمر دس سال کی ہو گی۔ (ماخوذ از تحریراتِ مبارکہ بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 214 باب روزہ اور رمضان) (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 3 جون 2016ء، الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جون 2016ء۔ صفحہ 9)

اعتکاف کا طریق اور اس بابت بعض اہم مسائل

پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ اعتکاف رمضان کی ایک نفلی عبادت ہے۔ اس لیے جگہ کی مناسبت سے، اس کی گنجائش کے مطابق جو مرکزی مساجد ہیں ان میں یا جو بھی اپنے شہر کی مسجد ہو اس میں بھی حالات کے مطابق اعتکاف بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا زور ہوتا ہے کہ ہم نے ضرور اعتکاف بیٹھنا ہے اور فلاں مسجد میں ہی ضرور بیٹھنا ہے۔ مثلاً ربوہ میں مسجد مبارک میں یا مسجد اقصیٰ میں بیٹھنا ہے یا یہاں مسجد فضل میں بیٹھنا ہے یا مسجد بیت الفتوح میں بیٹھنا ہے۔ اور پھر اس کے لیے زور بھی دیا جاتا ہے، خط پہ خط لکھے جاتے ہیں اور سفارش کرنے کی درخواستیں کی جاتی ہیں۔ تو یہ طریق غلط ہے۔ دعا کی قبولیت تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو کہیں بھی ہو سکتی ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ جو اعتکاف بیٹھیں گے ان کو لیلۃ القدر حاصل ہو گی اور باقیوں کو نہیں ہو گی۔ کسی خاص جگہ سے تو مخصوص نہیں ہے ہاں بعض جگہوں کی ایک اہمیت ہے اور ان کے قرب کی وجہ سے بعض دفعہ جذبات میں خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ سوچ بہرحال غلط ہے کہ ہم نے فلاں جگہ ضرور بیٹھنا ہے۔ بعض دفعہ لوگوں کو صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ پچھلے سال فلاں بیٹھا تھا اس لیے اس سال ہمیں باری دی جائے۔ یا اس سال ہم نے ضرور بیٹھنا ہے۔ یہ دیکھا دیکھی والی بات ہو جاتی ہے۔ نیکیوں میں بڑھنے والی بات نہیں رہتی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 780-779)

دوران اعتکاف بلند آواز سے تلاوت کرنا مناسب نہیں جبکہ قریب دیگر معتکفین بھی ہوں

آپؐ نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ اعتکاف کس طرح بیٹھنا چاہیے، بیٹھنے والوں اور دوسروں کے لیے کیا کیا پابندیاں ہیں روایت میں آتا ہے کہ ’’آپؐ نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا، آپؐ کے لیے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنایا گیا، ایک دن آپؐ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا، نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سنانے کے لیے قراءت بالجہر نہ کرو۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 67۔ مطبوعہ بیروت)

یعنی مسجد میں اَور بھی لوگ اعتکاف بیٹھے ہوں گے اس لیے فرمایا معتکف اپنے اللہ سے راز و نیاز کر رہا ہوتا ہے، دعائیں کر رہا ہوتا ہے۔ قرآن شریف بھی اگر تم نماز میں پڑھ رہے ہو یا ویسے تلاوت کر رہے ہو تو اونچی آواز میں نہ کرو تا کہ دوسرے ڈسٹرب نہ ہوں۔ ہلکی آواز میں تلاوت کرنی چاہیے۔ سوائے اس کے کہ اب مثلاً جماعتی نظام کے تحت بعض مساجد میں خاص وقت کے لیے درسوں کا انتظام ہوتا ہے۔ وہ ایک جماعتی نظام کے تحت ہے اس کے علاوہ ہر ایک معتکف کو نہیں چاہیے کہ اونچی آواز میں تلاوت بھی کرے یا نماز ہی پڑھے۔ کیونکہ اس طرح دوسرے ڈسٹرب ہوتے ہیں۔ تو یہ ہیں احتیاطیں جو آنحضرتؐ نے فرمائیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 781)

دوران اعتکاف معتکفین کو دعا کی پرچیاں دینا؟

’’معتکف کے لیے بڑی تکلیف دہ صورتحال ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی عبادت میں مصروف ہوتا ہے پردہ کے لیے ایک چادر ہی ٹانگی ہوتی ہے نا۔ پردہ کے پیچھے سے ایک ہاتھ اندر داخل ہوتا ہے جس میں مٹھائی اور ساتھ پرچی ہوتی ہے کہ میرے لیے دعا کرو یا نمازی سجدے میں پڑا ہوا ہے اوپر سے پردہ خالی ہوتا ہے تو اوپر سے کاغذ آ کر اس کے اوپر گر جاتا ہے (ساتھ نام ہوتا ہے) کہ میرے لیے دعا کرو۔ یا ایک پراسرار آواز پردے کے پیچھے سے آتی ہے آہستہ سے کہ مَیں فلاں ہوں میرے لیے دعا کرو۔ یہ سب غلط طریقے ہیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 782-781)

مساجد میں معتکفین کے لیے افطاریوں کی بابت ہدایات

’’پھر شام کو افطاریوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ افطاریاں بڑی بڑی آتی ہیں ٹرے لگ کے، بھر کے، جو معتکف تو کھا نہیں سکتا لیکن مسجد میں ایک شور بھی پڑ جاتا ہے اور گند بھی ہو رہا ہوتا ہے۔ اور پھر جو لوگ افطاریاں بھیج رہے ہوتے ہیں۔ بعض بڑے فخر سے بتاتے بھی ہیں کہ آج مَیں نے افطاری کا انتظام کیا ہوا تھا، کیسی تھی؟ کیا تھا؟ یا دوسروں کو بتا رہے ہیں کہ یہ کچھ تھا۔ میری افطاری بڑی پسند کی گئی۔ پھر اگلے دن دوسرا شخص اس سے بڑھ کر افطاری کا اہتمام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ سب فخر و مباہات کے زمرے میں چیزیں آتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ خدمت کی جائے یہ دکھاوے کی چیزیں بن جاتی ہیں۔ اس لیے یا تو اعتکاف بیٹھنے والا، اپنے گھر سے سحری اور افطاری منگوائے یا جماعتی نظام کے تحت مہیا ہو۔ ناموں کے ساتھ ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ افطاریاں آنی غلط طریق کار ہے۔ یہ کہیں بھی جماعت کی مساجد میں نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس سے آگے اور بدعتیں بھی پھیلتی چلی جائیں گی۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 782)

اعتکاف کے دوران دنیوی امور کی بابت گفت و شنید؟

’’پھر بعض لوگ اعتکاف بیٹھ کر بھی کچھ وقت کے لیے دنیاداری کے کام کر لیتے ہیں۔ مثلاً بیٹے کو کہہ دیا، یا اپنے کام کرنے والے کارندے کو کہہ دیا کہ کام کی رپورٹ فلاں وقت مجھ کو دے جایا کرو۔ کاروباری مشورے لینے ہوں تو فلاں وقت آ جایا کرو کاروباری مشورے دیا کروں گا۔ یہ طریق بھی غلط ہے۔ سوائے اشد مجبوری کے یہ کام نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں سوال ہوا کہ آدمی جب اعتکاف میں ہو تو اپنے دنیوی کاروبار سے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ سخت ضرورت کے سبب کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لیے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جا سکتا ہے۔ فرمایا کہ سخت ضرورت کے تحت۔ یہ نہیں ہے کہ جیسا میں نے پہلے کہا کہ روزانہ کوئی وقت مقرر کر لیا، فلاں وقت آ جایا کرو اور بیٹھ کر کاروباری باتیں ہو جایا کریں گی۔ اگر اتفاق سے کوئی ایسی صورت پیش آ گئی ہے کسی سرکاری کاغذ پر دستخط کرنے ہیں، تاریخ گزر رہی ہے یا کسی ضروری معاہدے پر دستخط کرنے ہیں، تاریخ گزر رہی ہے یا اَور کوئی ضروری کاغذ ہے، ایسے کام تو ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہر وقت، روزانہ نہیں۔ (بدر 21/فروری 1907ء صفحہ 5) (خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 783-782)

کیا معتکف بیمار کی عیادت کے لیے جا سکتا ہے؟

’’یہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بیمار کی عیادت کے لیے جا سکتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نہیں نکلنا چاہیے۔ یہ بھی عین آنحضرتؐ کی تعلیم کے مطابق ہے۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ’’رسول اللہؐ بیمار پرسی کے لیے جاتے اور آپؐ اعتکاف میں ہوتے۔ پس آپؐ قیام کیے بغیر اس کا حال پوچھتے۔‘‘ (ابو داؤد۔ کتاب الصیام باب المعتکف یعود المریض) پھر اسی طرح ابن عیسیٰ کی ایک ایسی ہی روایت ہے۔ تو تیمارداری جائز ہے لیکن کھڑے کھڑے گئے اور آ گئے۔ یہ نہیں کہ وہاں بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کرنا شروع کر دیا یا باتیں بھی شروع ہو گئیں۔ اور یہ بھی اس صورت میں ہے (وہاں مدینے میں بڑے قریب قریب گھر بھی تھے) کہ قریب گھر ہوں اور کسی خاص بیمار کو آپ نے پوچھنا ہو، اگر ہر بیمار کے لیے اور ہر قریبی کے لیے، بہت سارے تعلق والے ہوتے ہیں آپ جانے لگ جائیں تو پھر مشکل ہو جائے گا اور یہاں فاصلے بھی دور ہیں، مثلاً جائیں تو آنے جانے میں ہمیں دو گھنٹے لگ جائیں۔ اور اگر ٹریفک میں پھنس جائیں تو اور زیادہ دیر لگ جائے گی۔ یہ قریب کے گھروں میں پیدل جہاں تک جا سکیں اس کی اجازت ہے، ویسے بھی جانے کے لیے جو جماعتی نظام ہے وہاں سے اجازت لینی ضروری ہے۔ یہ مَیں باتیں اس لیے کر رہا

ہوں کہ بعض لوگ اس قسم کے سوال بھیجتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 783-784)

معتکف کس قسم کی حوائج ضروریہ کے لیے مسجد سے باہر جاسکتا ہے؟

''ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ؐ اعتکاف میں تھے۔ میں ان کی ملاقات کو رات کے وقت گئی۔ اور میں نے آپ ؐ سے باتیں کیں جب میں اٹھی اور لَوٹی تو آپ ؐ بھی میرے ساتھ اٹھے۔ حضرت صفیہ ؓ کا گھر ان دنوں اسامہ بن زید ؓ کے مکانوں میں تھا۔ راستے میں انصاری ملے۔ انہوں نے جب آپ ؐ کو دیکھا تو تیز تیز چلنے لگے۔ آپ ؐ نے (ان انصاریوں کو) فرمایا کہ اپنی چال سے چلو۔ یہ صفیہ بنت حُییّ ہے۔ ان دونوں نے یہ سن کر کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ! ہمارا ہرگز ایسا گمان آپ ؐ کے بارے میں نہیں ہوسکتا۔ آپ ؐ نے فرمایا: نہیں، شیطان خون کی طرح آدمی کی ہر رگ میں حرکت کرتا ہے۔ مجھے خوف ہوا کہیں شیطان تمہارے دل میں بری بات نہ ڈال دے۔'' (ابو داؤد کتاب الصیام باب المعتکف یدخل البیت لحاجتہ) تو ایک تو آپ ؐ نے اس میں شیطانی وسوسے کو دور کرنے کی کوشش فرمائی۔ بتادیا کہ یہ حضرت صفیہ ہیں، ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اعتکاف کی حالت میں مسجد سے باہر کچھ دور تک چلے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ اگر مسجد میں حوائج ضروریہ کا انتظام نہیں ہے، غسل خانوں وغیرہ کی سہولت نہیں ہے تو اگر گھر قریب ہے تو وہاں بھی جایا جاسکتا ہے۔ آج کل تو ہر مسجد کے ساتھ انتظام موجود ہے اس لیے کوئی ایسی دقّت نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 784)

معتکف کا مسجد کے صحن میں ٹہلنا

''کچھ وقت کے لیے مسجد کے صحن میں یا باہر ٹہلنے کی ضرورت محسوس ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں بیٹھے تھے، خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب ان دنوں میں اعتکاف بیٹھے تھے تو آپ ؑ نے ان کو فرمایا کہ: ''اعتکاف میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان اندر ہی بیٹھا رہے اور بالکل کہیں آئے جائے ہی نہ (مسجد کی) چھت پر دھوپ ہوتی ہے وہاں جاکر آپ بیٹھ سکتے ہیں۔ کیونکہ نیچے یہاں سردی زیادہ ہے۔'' وہاں تو ہیٹنگ (Heating) کا سسٹم نہیں ہوتا تھا۔ سردیوں میں لوگ دھوپ میں بیٹھتے ہیں، پتہ ہے ہر ایک کو ''اور ضروری بات کرسکتے ہیں۔ ضروری امور کا خیال رکھنا چاہیے۔ اور یوں تو ہر ایک کام (مومن کا) عبادت ہی ہوتا ہے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 588,587۔ الحکم 2 جنوری 1903) تو مومن بن کے رہیں تو کوئی ایسا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 785-784)

دوران اعتکاف اپنی حالت سنوار کے رکھنا اور مناسب خوبصورتی اختیار کرنا مناسب ہے

حضرت عائشہ ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ؐ جب اعتکاف فرماتے تو آپ سر میرے قریب کر دیتے تو میں آپ کو کنگھی کر دیتی اور آپ ؐ گھر صرف حوائج ضروریہ کے لیے آتے۔'' (ابو داؤد کتاب الصیام۔ باب المعتکف یدخل البیت لحاجتہ) تو بعض لوگ اتنے سخت ہوتے ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ اعتکاف میں اگر عورت کا، بیوی کا ہاتھ بھی لگ جائے تو پتہ نہیں کتنا بڑا گناہ ہو جائے گا۔ اور دوسرے یہ کہ حالت ایسی بنالی جائے، ایسا بگڑا ہوا حلیہ ہو کہ چہرے پر جب تک سنجیدگی طاری نہ ہو، حالت بھی بُری نہ ہو اس وقت تک لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ دوسروں کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ یہ آدمی عبادت کر رہا ہے۔ تو یہ غلط طریق کار ہے۔ تو یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اعتکاف میں اپنی حالت بھی سنوار کے رکھنی چاہیے اور تیار ہو کے رہنا چاہیے۔ اور دوسرے یہ کہ بیوی یا کسی محرم رشتے دار سے اگر آپ سر پر تیل لگوا لیتے ہیں یا کنگھی کروا لیتے ہیں اس وقت جب وہ مسجد میں آیا ہو تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 785)

رمضان اور تلاوت قرآن

''رمضان میں اس کی تلاوت کرنا بھی بہت ضروری ہے تاکہ سارا سال تمہاری اس طرف توجہ رہے۔ آنحضرت ؐ کے آخری رمضان میں جبرئیل علیہ السلام نے آپ ؐ کو دو مرتبہ قرآن کریم کا دور مکمل کروایا۔ (صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی ؐ حدیث 4998-4997) پس اس سنت کی پیروی میں ایک مومن کو بھی چاہیے کہ دو مرتبہ قرآن کریم کا دور مکمل کرنے کی کوشش کرے۔ اگر دو مرتبہ تلاوت نہیں کرسکتے تو کم از کم ایک مرتبہ تو خود پڑھ کر کریں۔ پھر درسوں کا انتظام ہے، تراویح کا انتظام ہے، اس میں (قرآن) سنیں۔ بعض کام پہ جانے والے ہیں کیسٹ اور CDs ملتی ہیں ان کو اپنی کاروں میں لگا سکتے ہیں، سفر کے دوران سنتے رہیں۔ اس طرح جتنا زیادہ سے زیادہ قرآن کریم پڑھا اور سنا جاسکے، اس مہینے میں پڑھنا چاہیے اور سننا چاہیے۔ (خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 413)

TV پر بھی اگر تلاوت قرآن لگی ہو تب بھی اس وقت گفتگو کرنا منع ہے

''پھر تلاوت کے بارہ میں کہ کس طرح سننی چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف:205) اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ قرآن کریم کا یہ احترام ہے جو ہر احمدی کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے اور اپنی اولاد میں بھی اس کی اہمیت واضح کرنی چاہیے۔ بعض لوگ بے احتیاطی کرتے ہیں۔ تلاوت کے وقت اپنی باتوں میں مشغول ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ بعض گھروں میں ٹی وی لگا ہوتا ہے اور تلاوت آرہی ہوتی ہے اور گھر والے باتوں میں مشغول ہوتے ہیں۔ خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ یا تو خاموشی سے تلاوت سنیں یا اگر باتیں اتنی ضروری ہیں کہ کرنی چاہئیں، اس کے کیے بغیر گزارا نہیں ہے تو پھر آواز بند کردیں۔ (خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 420)

ایسے علاقوں میں سحری اور افطاری کے اوقات کی بابت ہدایت جن میں دن بائیس یا تئیس گھنٹے کے ہوتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''بعض ممالک جہاں آجکل بائیس تئیس گھنٹے کا دن ہے اور صرف ڈیڑھ دو گھنٹے کی رات ہے وہ بھی رات نہیں بلکہ روشنی ہی رہتی ہے یا جھٹ پٹے کا وقت رہتا ہے اس لیے وہاں کی جماعتوں کو بتا دیا گیا ہے کہ وقت کے اندازے کے مطابق اپنی سحری اور افطاری کے وقت مقرر کرلیں جو آج کل اکثر جگہ قریبی ملکوں کے اوقات پر محمول کر کے یا ان کے اوقات کا اندازہ رکھتے ہوئے تقریباً اٹھارہ انیس گھنٹے کا روزہ ہوگا۔ ان ملکوں میں اگر اس طرح نہ کیا جائے تو سحری اور افطاری کا کوئی وقت ہی نہیں ہوگا۔ نہ تہجد پڑھی جاسکے گی نہ ہی عشاء اور فجر کی نمازوں کے اوقات معین ہوسکیں گے۔ بہرحال ان علاقوں میں جو جماعتیں ہیں وہ اس کے مطابق عمل کرتی ہیں۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 3 جون 2016ء، الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جون 2016ء۔ صفحہ 5)

لیلۃ القدر کی تلاش اور بالعموم لیلۃ القدر کی رات کا تعین

''سب سے پہلے یہ، لیلۃ القدر کی بات چل رہی ہے۔ اس کے متعلق معلوم ہو کہ کب آتی ہے یہ رات، اور کس طرح پتا چلے کہ یہ رات میسر آگئی ہے۔ اس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: کیا کوئی ایسی علامت ہے جس سے معلوم ہوسکے کہ فلاں رات اس رمضان میں لیلۃ القدر تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض احادیث میں یہ آتا ہے کہ کچھ بجلی چمکتی ہے، ہوا ہوتی ہے اور ترشّح ہوتا ہے، ایک نور آسمان کی طرف جاتا یا آتا نظر آتا ہے۔ مگر اوّل الذکر علامات ضروری نہیں۔ گو اکثر ایسا تجربہ کیا گیا ہے کہ ایسا ہوتا ہے اور آخری علامت نُور دیکھنے کی صلحاء کے تجربہ میں آئی ہے۔ یہ ایک کشفی نظارہ ہے، ظاہر علامت نہیں جسے ہر ایک شخص دیکھ سکے۔ خود مَیں نے بھی اس کا تجربہ کیا ہے لیکن جو کچھ مَیں نے دیکھا ہے دوسروں نے نہیں دیکھا۔ اصل طریقہ یہی ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ سے سارے رمضان میں دعائیں کرتا رہے اور اخلاص سے روزے رکھے، پھر اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں اس پر لیلۃ القدر کا اظہار کر دیتا ہے''۔ (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ 329)

حدیث میں آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ؐ نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کے شروع سے آخر تک تمام نمازیں باجماعت ادا کیں تو اس نے لیلۃ القدر کا بہت بڑا حصہ پالیا۔ گویا صرف آخری دنوں میں تلاش نہ کریں بلکہ سارے رمضان میں پوری عبادات بجالائیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمود 14 نومبر 2003ء خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 468-467)

''عام حالات میں بھی آنحضرت ؐ کی عبادت کی مثالیں ایسی ہیں کہ کوئی عام آدمی اتنی کر ہی نہیں سکتا لیکن حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رمضان میں تو اس کی حالت ہی اَور ہوتی تھی۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی ؐ آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کَس لیتے، اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور گھر والوں کو بیدار فرماتے۔ تو یہ بھی ایک سبق ہے کہ جب آدمی خود اٹھے تو اپنے بیوی بچوں کو بھی نمازوں کے لیے، نوافل کے لیے اٹھائے۔

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قیام لیل مت چھوڑنا اس لیے کہ رسول اللہ ؐ نہیں چھوڑتے تھے اور جب آپ ؐ بیمار ہوتے یا جسم میں سستی محسوس کرتے تھے تو بیٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے۔ (ابو داؤد) دیکھیں آنحضرت ؐ کا عمل کیا تھا۔ یہ عمل ہم اختیار کریں تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کو سمیٹنے کی امید کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر تلاش کرنے کے بارہ میں ایک اور حدیث پیش کرتا ہوں۔ بخاری اور مسلم نے ابوسعید خدری ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم ؐ نے بھی اور ہم نے بھی رمضان کی پہلی دس تاریخوں میں اعتکاف کیا۔ اس کے خاتمہ پر حضرت جبرئیل آئے اور رسول کریم ؐ کو خبر دی کہ جس چیز (لیلۃ القدر) کی آپ کو تلاش ہے وہ آگے ہے۔ اس پر آپ ؐ نے اور ہم سب نے درمیانی دس دنوں کا اعتکاف کیا۔ اس کے خاتمہ پر پھر حضرت جبرئیل نے ظاہر ہو کر آنحضرت ؐ سے کہا کہ جس چیز کی آپ کو تلاش ہے وہ آگے ہے۔ اس پر رسول کریم ؐ نے بیسویں رمضان کی صبح کو تقریر فرمائی اور فرمایا کہ مجھے لیلۃ القدر کی خبر دی گئی تھی مگر مَیں اُسے بھول گیا ہوں اس لیے اب تم آخری دس راتوں میں سے وتر راتوں میں اس کی تلاش کرو۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ لیلۃ القدر آئی ہے اور مَیں مٹی اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ اس وقت مسجد نبوی ؐ کی چھت کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی اور جس دن آپ نے یہ تقریر فرمائی بادل کا نشان تک نہ تھا۔ پھر یہ روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ اچانک بادل کا ایک ٹکڑا آسمان پر ظاہر ہوا اور بارش شروع ہوگئی۔ پھر جب نبی کریم ؐ نے ہمیں نماز پڑھائی تو مَیں نے دیکھا کہ آپ کی پیشانی پر مٹی اور پانی کے نشانات ہیں، ایسا خواب کی تصدیق کے لیے ہوا۔ صحیح بخاری اور مسلم نے اس کو درج کیا ہے۔ حضرت مصلح موعود ؓ اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ: ابوسعید کی ایک اور روایت میں یہ واقعہ 21 / رمضان کو ہوا تھا۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ امام شافعی کہتے ہیں کہ اس بارہ میں یہ سب سے پختہ روایت ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر رمضان کی ستائیسویں رات جمعہ کی رات ہو تو وہ خدا کے فضل سے بالعموم لیلۃ القدر ہوتی ہے۔'' (روزنامہ الفضل لاہور 8/ جولائی 1950ء)

(خطبہ جمعہ فرمود 14 نومبر 2003ء خطبات مسرور جلد اول صفحہ 70-469)

جمعۃ الوداع

''اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مختلف مواقع پر جمعہ کے دن کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن جمعۃ الوداع کی کسی اہمیت کا تصور نہیں ملتا۔ بلکہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں اس آخری جمعہ میں جو رمضان کا آخری جمعہ ہے، یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اس جمعہ سے اس طرح گزریں اور نکلیں کہ رمضان کے بعد آنے والے جمعہ کی تیاری اور استقبال کر رہے ہوں اور پھر ہر آنے والا جو جمعہ ہے وہ ہر نئے آنے والے جمعہ کی تیاری کرواتے ہوئے ہمیں روحانیت میں ترقی کے نئے راستے دکھانے والا بنتا چلا جائے اور یوں ہمارے اندر روحانی روشنی کے چراغ سے چراغ جلتے چلے جائیں اور یہ سلسلہ کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہو اور ہر آنے والا رمضان ہمیں روحانیت کے نئے راستے دکھاتے چلے جانے والا رمضان ہو، نئی منازل کی طرف راہنمائی کرنے والا رمضان ہو جس کا اثر ہم ہر لحہ اپنی زندگیوں پر بھی دیکھیں اور اپنے بیوی بچوں پر بھی دیکھیں اور اپنے ماحول پر بھی دیکھیں۔''

(خطبات مسرور جلد سوئم صفحہ 529)

''آج اس رمضان کا آخری جمعہ ہے جس کو جمعۃ الوداع کہنے کی ایک اصطلاح چل پڑی ہے۔ غیروں میں تو خیر دین میں اتنا بگاڑ پیدا کرلیا ہے کہ وہ تو اس کو جو بھی چاہے نام دیں، اور جو بھی چاہیں عمل کریں، جس طرح جی چاہے عمل کریں اور اس کی تشریح بیان کریں، یہ ان کا معاملہ ہے۔ بلکہ وہ تو اس خیال کے بھی ہیں کہ جمعۃ الوداع کے دن چار رکعت نماز پڑھ لو تو قضائے عمری ادا ہوگئی۔ یعنی جتنی چھُٹی ہوئی نمازیں ہیں وہ ادا ہوگئیں،

تین چار رکعتوں کے بدلے میں۔ اور اب نمازیں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جو نمازیں نہیں پڑھی گئی تھیں پوری ہو گئیں۔ پھر یہ سوچ کہ۔ جمعۃ الوداع آئے گا تو چار رکعت نماز پڑھ لیں گے، پھر چھٹی ہو گی ایک سال کی۔ تو یہ کون تردّد کرے کہ پانچ وقت کی نمازیں جا کے مسجد میں پڑھی جائیں۔ ان کی ایسی حرکتوں پر تو اتنی حیرت نہیں ہوتی کہ انہوں نے تو یہ کرنا ہی ہے۔ کیونکہ مسیح محمدیؑ کا انکار کرنے والوں سے اس سے زیادہ توقع کی بھی نہیں جاسکتی لیکن حیرت اس بات پر ضرور ہوتی ہے کہ جنہوں نے اس زمانہ کے امام کو مانا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں داخل ہونے کا دعویٰ کر دیا اور پھر وہ اپنے دین کی حفاظت نہ کریں۔ عام حالات میں اتنی پابندی سے جمعہ پر نہیں آتے جس اہتمام سے بعض لوگ، اور یہ بعض لوگ بھی کافی تعداد ہو جاتی ہے، جس پابندی سے رمضان کے اس آخری جمعہ پر آیا جاتا ہے۔ حالانکہ حکم تو یہ ہے کہ پانچ وقت کی نمازوں کے لیے بھی مسجد میں آؤ۔ تو ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ دوسروں کی دیکھا دیکھی ہم بھی دنیاوی دھندوں میں اتنے محو ہو جائیں کہ نمازیں تو ایک طرف، جمعہ کی ادائیگی بھی باقاعدگی سے نہ کرسکیں۔ اور اس بات کا اندازہ کہ ہم میں سے بعض احمدی بھی لاشعوری طور پر جمعۃ الوداع کی اہمیت کے قائل ہوتے جا رہے ہیں۔ مسجدوں کی حاضری سے لگایا جا سکتا ہے۔ اگر آج کے دن ہم میں سے وہ جو عموماً جمعہ کا ناغہ کر جاتے ہیں، اتنی اہمیت نہیں دیتے جمعہ کو، اس لیے جمعہ پر آئے ہیں کہ رمضان نے ان میں تبدیلی پیدا کر دی ہے، اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اور اس کی عبادت کا ان میں شوق پیدا ہو گیا ہے اور انہوں نے عہد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم اپنے جمعوں کی حفاظت کریں گے اور باقاعدگی سے جمعہ کے لیے حاضر ہوا کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصّہ میں نماز کے لیے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا کی جاچکی ہو تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 نومبر 2003ء۔ خطباتِ مسرور جلد 1 صفحہ 483-482)

"جمعہ کی فرضیت کے بارہ میں احادیث پیش کرتا ہوں جن میں جمعہ کی فرضیت کے بارے میں تو آیا ہوا ہے کہ جمعہ کتنا ضروری ہے لیکن یہ تو نہیں لکھا گیا کہ جمعۃ الوداع کتنا ضروری ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "دنوں میں بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن ہبوطِ آدم ہوا۔ اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں مسلمان بندہ جو بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا کر دیتا ہے۔ (جامع ترمذی کتاب الجمعۃ باب فی الساعۃ التی ترجی فی یوم الجمعۃ) تو دیکھیں جمعہ کی کس قدر برکات ہیں۔ ایک تو اس کو بہترین دن قرار دیا گیا ہے۔ اب کون نہیں چاہتا کہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک جو بہترین دن ہے اس سے فائدہ نہ اٹھائے، اس کی برکات نہ سمیٹے۔ یہاں سے تو کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ صرف جمعۃ الوداع بہترین دن ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 نومبر 2003ء۔ خطباتِ مسرور جلد 1 صفحہ 486-485)

عید الفطر کی تکبیرات کس وقت شروع کرنی چاہئیں اور کب تک کہنی ہیں؟

عید الفطر کے دن تکبیرات پڑھنا مسنون ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ان رسول اللہؐ کان یکبر یوم الفطر من حین یخرج من بیتہ حتی یاتی المصلی۔ رسول اللہؐ عید الفطر کے روز اپنے گھر سے نکلنے سے لے کر عید گاہ پہنچنے تک تکبیرات پڑھا کرتے تھے

(سنن الدارقطنی کتاب العیدین حدیث نمبر: 6)

امام الزہری بیان کرتے ہیں کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج یوم الفطر فیکبر حتی یاتی المصلی و حتی یقضی الصلاۃ فاذا قضی الصلاۃ قطع التکبیر۔ رسول اللہؐ عید الفطر کے روز نماز کی جگہ پہنچنے تک اور نماز کی ادائیگی تک تکبیرات کہتے۔ پھر جب آپؐ نماز سے فارغ ہو جاتے تو تکبیرات کہنا ختم کر دیتے

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب صلاۃ العیدین باب فی التکبیر اذا خرج الی العید)

آنحضرتؐ کے اس نمونہ کی تقلید میں صحابہ کرامؓ بھی عید الفطر کے روز تکبیرات پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ آنحضرتؐ کے صحابی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارہ میں آتا ہے کہ وہ عید الفطر کے روز عید گاہ پہنچنے تک اور امام کے جائے نماز پر آجانے تک اونچی آواز سے تکبیرات کہا کرتے تھے۔

(سنن الدارقطنی کتاب العیدین حدیث نمبر: 8)

☆...☆...☆

اپنے بچوں کو وقفِ نَو کی بابرکت تحریک میں شامل کرنے کے خواہشمند والدین کے لیے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

ایک تازہ ضروری ہدایت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایسے والدین کے لیے جو اپنے بچے کی قبل از پیدائش وقفِ نَو میں شمولیت کے لیے درخواست دیتے ہیں ضروری ہدایت فرمائی ہے کہ

"آئندہ سے اس درخواست پر بھی کارروائی کے لیے والد اور والدہ دونوں کے consent signatures ہونے لازمی ہوں گے جیسا کہ پیدائش کے بعد موصول ہونے والے فارمز پر ہونا ضروری ہیں۔ ورنہ بعد میں مسائل پیدا ہوتے ہیں۔"

(انچارج شعبہ وقفِ نَو مرکزیہ)

پاکستانِ میں یومِ وقفِ نَو

الٰہی تحریک کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 3/ اپریل 1987ء کو وقف نو کی بابرکت سکیم کا آغاز فرمایا۔ اس تحریک کا اصل مقصد یہ تھا کہ والدین اپنے بچوں کو پیدائش سے قبل ہی خدا کی راہ میں وقف کریں۔

اس بابرکت تحریک کی یاد میں اور ان واقفین نو کو توجہ دلانے کی غرض سے کہ وہ اپنے کیے ہوئے وعدوں کا پاس رکھیں، شعبہ وقف نو مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے پاکستان بھر میں یوم وقف نَو منایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28/ اکتوبر 2016ء کی روشنی میں جس میں حضور اقدس نے وقف نو کو ان کی ذمہ داریوں کے متعلق آگاہ فرمایا اور اسپیشل وقف نو بننے کی طرف توجہ دلائی، مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے ایک پروگرام تشکیل دیا جس میں واقفین نو خدام کی روحانی و جسمانی نشوونما کو مدنظر رکھا گیا۔ پانچ فرض نمازوں کے علاوہ، پروگرام انفرادی نماز تہجد، صدقہ و خط حضور انور، علمی و ورزشی مقابلہ جات اور سیمینارز پر مشتمل تھا۔

پروگرام کے آغاز سے قبل معاون قائدین برائے واقفین نو سے میٹنگز رکھی گئیں۔ خلفائے سلسلہ کی ہدایات کے پیش نظر ان کو سمجھایا گیا کہ عہدیداران ہونے کے ناطے ان کا پہلا فرض ہے کہ وہ سب کے ساتھ عاجزی سے پیش آئیں اور صبر و حوصلہ کا مظاہرہ کریں۔ کیونکہ تقریباً تمام معاون قائدین وقف نَو خود بھی واقفین نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھے اس لیے اولاً ان کو اپنا بہترین نمونہ پیش کرنے کی ہدایت دی گئی تا کہ ان کے حزب میں موجود واقفین نو خدام بھی ان کے نمونے کو دیکھ کر متاثر ہوں۔

تمام اضلاع میں اس پروگرام کی ایک کاپی بھجوائی گئی اور اس کے انعقاد کی طرف بار بار توجہ دلائی گئی۔ معاونین کو ہدایت دی گئی کہ وہ خدام سے ملاقات کریں اور ان کی مشکلات کو دور کریں، نیز وقف کی روح کو قائم رکھتے ہوئے ایسی فیلڈ کا انتخاب کریں جو جماعت کے فائدے میں ہو۔

3/ اپریل 2019ء کو اس پروگرام کا بھرپور انداز میں خیر مقدم کیا گیا۔ واقفین نو خدام نے دن کا آغاز نماز تہجد سے کیا۔ یہ بھی حضور اقدس کی اس ہدایت کے تحت تھا کہ واقفین نو کی عبادت کا معیار دوسروں سے بڑھ کر ہونا چاہیے اور فرض نمازوں کے علاوہ نوافل بھی ادا کریں گے تو تب وہ اسپیشل کہلائیں گے۔ بعض اضلاع نے یوم والدین کا بھی انعقاد کروایا جس میں والدین کو نصائح کی گئیں کہ اپنے بچوں کی اس نہج پر پرورش کریں کہ وہ اپنا وقف نبھا سکیں اور روحانیت میں ترقی کرنے والے ہوں۔ نیز یہ کہ صرف تحریک میں شامل کرنا ہی ان کو سپیشل نہیں بناتا بلکہ یہ تب سپیشل کہلائیں گے جب خدا کی نظر میں اعلیٰ روحانی مقام حاصل کرنے والے ہوں گے۔ ان سیمینارز میں انصار اور اطفال نے بھی شرکت کی اور بھائی چارے اور یک یکجہتی کا نظارہ پیش کیا گیا۔

اسی طرح مجالس کی سطح پر علمی و ورزشی مقابلہ جات کا آغاز کیا گیا اور واقفین نو خدام نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نیز صدقہ دیا اور حضور اقدس کی خدمت میں اپنے وقف کو نبھانے کے لیے دعائیہ خطوط تحریر کیے۔

اس طرح پاکستان کے واقفین نو خدام نے یہ دن اس عہد کے ساتھ منایا کہ وہ اپنے وقف کو نبھانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے اور اپنی اخلاقی اور روحانی حالتوں میں دن بدن بہتری لانے کی کوشش کرتے رہیں گے، خدا کے ساتھ تعلق کو مضبوط کریں گے اور اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تمام نصیحتوں اور خواہشات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں گے۔

انشاء اللہ العزیز

(اویس ربّانی، معاون صدر برائے وقف نو مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

کرکٹ ورلڈکپ کی تاریخ اور کرکٹ ورلڈکپ 2019ء

(عطاء الحئی ناصر۔یوکے)

کرکٹ جوکہ فٹ بال کے بعد دنیا کا سب سے مقبول کھیل ہے، روز بروز جدّت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ ٹی ٹونٹی فارمیٹ کے آنے سے کرکٹ کی مقبولیت میں بے حدّ اضافہ ہوا ہے۔مگر اس کھیل کا سب سے معروف پہلو ’’آئی سی سی کرکٹ ورلڈ کپ‘‘ ہے جو کہ ’’ایک روزہ فارمیٹ‘‘ پر مشتمل ہوتا ہے۔

5جنوری1971ء کو پہلا ایک روزہ میچ ، آسٹریلیا اور انگلستان کے مابین کھیلا گیا تھا۔ اُس کے چار سال بعد، یعنی جون 1975ء میں پہلا کرکٹ ورلڈ کپ کھیلا گیا تھا جس کا میزبان انگلستان تھا۔

اب تک 11 کرکٹ ورلڈ کپ منعقد ہو چکے ہیں جن میں سے 5 آسٹریلیا، 2ویسٹ انڈیز، 2 بھارت، ایک پاکستان اور ایک ہی سری لنکا نے اپنے نام کیا۔

1975ء کے ورلڈکپ میں8 ممالک نے حصہ لیا تھا جن میں سے 6 اُس وقت ٹیسٹ اسٹیٹس کے حامل ممالک تھے، جن میں آسٹریلیا، انگلستان، بھارت، نیوزی لینڈ، پاکستان اور ویسٹ انڈیز شامل تھے جبکہ سری لنکا اور مشرقی افریقہ نے بطور ایسوسی ایٹ نیشنز حصہ لیا تھا۔ یہ واحد ورلڈ کپ تھا کہ جس کے سیمی فائنلز میں برصغیر پاک وہند کی کوئی بھی ٹیم نہ پہنچ سکی تھی۔ ویسٹ انڈیز نے کرکٹ کا پہلا عالمی چیمپئن ہونے کا اعزاز حاصل کیا اور پھر اگلے ورلڈ کپ، یعنی 1979ء میں اپنے اعزاز کا کامیاب دفاع کیا۔

کرکٹ ورلڈ کپ کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو چند اہم اور یادگار پہلو درج ذیل ہیں:

1983ء کا ورلڈ کپ فائنل بھارت اور ویسٹ انڈیز کے مابین کھیلا گیا تھا۔ ویسٹ انڈیز اس میچ کے لیے ’فیورٹ‘ تھا کیونکہ پہلے دونوں ورلڈ کپ ویسٹ انڈیز ہی جیتا تھا۔ مگر بھارت نے یہ ورلڈ کپ جیت کر سب کو حیران کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس میچ کا سب سے اہم موڑ کپل دیو کا وہ عمدہ کیچ تھا، جس نے سر ویَن رچرڈز کو Pavilion کی راہ دکھائی۔

1987ء کا ورلڈ کپ پہلا ورلڈ کپ تھا جو کہ انگلستان سے باہر منعقد ہوا تھا۔ اس کے مشترکہ میزبان پاکستان اور بھارت تھے اور اس مناسبت سے ان دونوں ممالک کو ’فیورٹ‘ قرار دیا جا رہا تھا۔ مگر بدقسمتی سے دونوں میزبان ممالک سیمی فائنل میں ہار گئے اور اس ورلڈ کپ کا فاتح آسٹریلیا قرار پایا۔

1992ء کا ورلڈکپ پہلا ورلڈکپ تھا جو کہ مصنوئی روشنیوں اور رنگین لباس میں کھیلا گیا۔ اس کے مشترکہ میزبان آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ تھے۔ اس ورلڈ کپ کا فاتح پاکستان تھا۔ اسی ورلڈ کپ کا ایک یادگار واقعہ آج تک معروف ہے یعنی جنوبی افریقہ کے جونٹی روڈز کا پاکستان کے انضمام الحق کو غیر معمولی انداز میں رَن آؤٹ کرنا جو کہ اُن کی قابلیت اور حاضر دماغی کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔

اُسی ورلڈ کپ میں پاکستان اور بھارت کے مقابلہ کے دوران پاکستانی بلے باز جاوید میانداد اور بھارتی وکٹ کیپر Kiran More کے مابین ہونے والی نوک جھوک اور جاوید میانداد کا مزاحیہ انداز بھی یادگار بات ہے۔

اسی ورلڈ کپ کی خاص بات یہ بھی تھی کہ نسلی تعصّب کے باعث پابندی کا شکار ہونے والے جنوبی افریقہ نے پہلی بار کرکٹ کے کسی ورلڈ کپ میں شرکت کی تھی اور سیمی فائنل تک رسائی حاصل کی۔ سیمی فائنل میں شکست کا ماجرا بھی دلچسپ ہے۔ جنوبی افریقہ کو فتح کے لیے 13 گیندوں میں 22 رنز درکار تھے۔ مگر بارش کے وقفہ کے بعد، اُس دَور کے قوانین کے مطابق 1 بال میں 22 رنز کا حدف مقرر کیا گیا۔ اور جنوبی افریقہ ہار گیا۔

اس ورلڈ کپ میں پاکستان کا آغاز مایوس کن رہا۔ پہلے 5 میچز میں سے صرف ایک جیتا اور انگلستان کے خلاف ایک میچ بارش کی نذر ہو گیا۔ حالانکہ پاکستان 74 رنز پر آؤٹ ہو گیا تھا مگر پاکستان کی خوش قسمتی تھی کہ بارش برس پڑی اور ایک پوائنٹ مل گیا۔ مگر آخری تین میچز میں فتح حاصل کر کے پاکستان نے سیمی فائنل میں جگہ بنالی۔

اس ورلڈ کپ میں نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا میزبان ہونے کے لحاظ سے ’فیورٹ‘ تھے مگر آسٹریلیا سیمی فائنل میں نہ پہنچ سکا اور نیوزی لینڈ کو سیمی فائنل میں پاکستان سے شکست کا سامنا ہوا۔ دلچسپ بات یہ کہ نیوزی لینڈ نے پورے ورلڈ کپ میں صرف 2 میچز میں شکست کھائی تھی، اور وہ بھی یکے بعد دیگر پاکستان کے ہی خلاف۔ یعنی آخری گروپ میچ اور پھر سیمی فائنل۔

اور پھر آخر کار پاکستان نے فائنل میں انگلستان کو شکست دے کر عالمی چیمپئن ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

1996ء کے ورلڈ کپ میں پاکستان، بھارت اور سری لنکا میزبان تھے اور اس لحاظ سے پاکستان اور بھارت ’فیورٹ‘ بھی تھے مگر پاکستان کو کوارٹر فائنل میں بھارت سے شکست ہوئی جبکہ سیمی فائنل میں بھارت کو سری لنکا سے شکست کھانی پڑی۔ آسٹریلیا اور ویسٹ انڈیز نے حفاظتی خدشات کے باعث سری لنکا میں کھیلے جانے والے اپنے اپنے گروپ میچز کا بائیکاٹ کر دیا اور سری لنکا کو فاتح قرار دیا گیا۔ اس امر نے سری لنکا کو فائدہ پہنچایا۔ فائنل میں بظاہر ایک کمزور مگر پُرعزم ٹیم یعنی سری لنکا نے آسٹریلیا کو شکست دے کر یہ ورلڈ کپ اپنے نام کیا۔

1999ء کے ورلڈ کپ میں جنوبی افریقہ اور آسٹریلیا کے مابین کھیلا جانے والا سنسنی خیز سیمی فائنل بھی ایک یادگار مقابلہ ہے۔ گو کہ یہ میچ بغیر کسی فیصلہ کے ختم ہوا مگر Super Sixes میں اُن کی پوزیشن نسبتاً بہتر ہونے کی وجہ سے آسٹریلیا نے فائنل میں جگہ بنالی۔ گروپ میچز اور پھر Super Sixes میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے والی ٹیم، یعنی پاکستان کو فائنل میں آسٹریلیا سے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور آسٹریلیا دوسری بار عالمی چیمپئن بن گیا۔

2003ء کے ورلڈ کپ کے دوران پاکستان کے شعیب اختر نے انگلستان کے خلاف کرکٹ تاریخ کی تیز ترین گیند کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اس گیند کی رفتار 161.3 کلومیٹر فی گھنٹہ تھی۔

میزبان جنوبی افریقہ کو اس ورلڈ کپ کے لیے ’فیورٹ‘ ممالک میں شامل کیا جا رہا تھا، مگر یہ ٹیم گروپ سٹیج میں ہی باہر ہو گئی۔ 1999ء کے ورلڈ کپ میں فائنل کھیلنے والی پاکستانی ٹیم سے بھی جو اچھی توقع کی جا رہی تھی جبکہ ان کی کارکردگی بالکل اس کے برعکس رہی۔ دلچسپ بات یہ رہی کہ Super Sixes میں کینیا اور زمبابوے کو رسائی حاصل ہوگئی تھی۔ مگر جنوبی افریقہ، انگلستان اور پاکستان جیسے ممالک اس سے محروم رہے۔

2007ء کے ورلڈ کپ میں Herschelle Gibbs نے ہالینڈ کے خلاف ایک اوور میں 6 چھکے لگا کر اس ایونٹ کو یادگار بنایا، وہیں دوسری جانب اس ورلڈ کپ کو ایک غمگین پہلو سے بھی یاد کیا جاتا ہے، اور وہ یہ کہ آئرلینڈ کے ہاتھوں پاکستان کی بدترین شکست کے اگلے روز پاکستانی کوچ باب وولمر ہوٹل کے کمرے میں وفات پا گئے۔ ان کی وفات کی وجہ آج تک ایک معمّہ ہے۔

اسی ورلڈ کپ کے ایک میچ میں برمودا کے کھلاڑی Dwayne Leverock نے سلپ پوزیشن پر بھارتی بلے باز Robin Uthappa کا ایک حیرت انگیز کیچ پکڑا جس کو تاریخ کے چند بہترین کیچز کی فہرست میں شامل کیا جانا بے جا نہ ہوگا۔

اس ورلڈ کپ میں پاکستان اور بھارت دونوں کو اَپ سیٹ شکست کا سامنا ہوا۔ پاکستان کو آئرلینڈ، جبکہ بھارت کو بنگلہ دیش نے شکست دے کر ٹورنامنٹ سے باہر کیا۔

اس ورلڈ کپ میں آسٹریلیا نے سری لنکا کو فائنل میں ہرا کر فتح حاصل کر کے 1996ء کی شکست کا بدلہ بھی لے لیا۔

2011ء کا ورلڈ کپ ابتدائی پروگرام کے مطابق پاکستان، بھارت، سری لنکا اور بنگلہ دیش میں کھیلا جانا تھا۔ مگر 3 مارچ 2009ء کو لاہور میں سری لنکن ٹیم پر حملے کے بعد، حفاظتی خدشات کے باعث پاکستان سے انٹرنیشنل کرکٹ کے ساتھ ساتھ ورلڈ کپ کی میزبانی بھی چھین لی گئی۔ مگر پھر بھی اس ورلڈ کپ میں بھارت، پاکستان اور سری لنکا ’فیورٹ‘ تھے۔ اس بار بھارت نے فائنل میں سری لنکا کو شکست دے کر دوسری بار عالمی چیمپئن ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

یہ پہلا ورلڈ کپ تھا کہ جب کسی میزبان ملک نے ورلڈ کپ جیتا۔ یعنی بھارت نے مشترکہ میزبان ملک ہونے کے ساتھ ساتھ فاتح بننے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔

اس ورلڈ کپ میں پاکستان نے گروپ سٹیج میں عمدہ کارکردگی دکھائی اور پھر کوارٹر فائنل میں بھی ویسٹ انڈیز کو دس وکٹوں سے شکست دے کر 1992ء کی شکست کا بدلہ پورا کیا۔ مگر سیمی فائنل میں بھارت سے شکست کا سامنا ہوا۔

2015ء کے ورلڈ کپ میں نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا میزبان ہونے کے لحاظ سے ’فیورٹ‘ تھے۔ گو کہ نیوزی لینڈ نے گروپ میچ میں، ایک سنسنی خیز مقابلہ کے بعد آسٹریلیا کو شکست دی تھی مگر فائنل میں آسٹریلیا نے نیوزی لینڈ کو شکست دے کر ورلڈ کپ اپنے نام کیا۔

اس ورلڈ کپ کی خاص باتوں میں بنگلہ دیش کا کوارٹر فائنل میں جگہ بنانا اور پاکستانی گیند باز وہاب ریاض کی آسٹریلوی بلّے باز شین واٹسن کے خلاف غیر معمولی گیند بازی نمایاں ہے۔

ورلڈ کپ کی تاریخ کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ انگلستان نے اب تک 3 فائنل کھیلے ہیں مگر تینوں میں اُسے شکست ہوئی۔

کرکٹ ورلڈ کپ انٹرنیشنل کرکٹ کونسل کے تمام ممبران ممالک کے لیے Open ہوتا ہے۔ تاہم میزبان ملک سمیت رینکنگ کے لحاظ سے چند بہترین ممالک اس کے لیے براہِ راست کوالیفائی کر جاتے ہیں۔ جبکہ باقی ممالک کو ایک کوالیفائنگ راؤنڈ کھیلنا پڑتا ہے۔ اور اُس کے بعد فیصلہ ہوتا ہے کہ مزید کون سے ممالک ورلڈ کپ کا حصہ ہوں گے۔

کرکٹ کے شائقین اس بات سے خوب آگاہ ہیں کہ 2019ء کا یہ ٹورنامنٹ یعنی بارھواں ورلڈ کپ 30/ مئی سے 14/ جولائی تک انگلستان اور ویلز میں کھیلا جائے گا۔ اس ورلڈ کپ میں 10 ممالک حصہ لیں گے۔ اس میں 10 بہترین ممالک حصہ لے رہے ہیں جن میں انگلستان کے علاوہ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، جنوبی افریقہ، سری لنکا، پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش اپنی کارکردگی کی بنا پر جبکہ افغانستان اور ویسٹ انڈیز کوالیفائنگ راؤنڈ کھیل کر اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس ورلڈ کپ میں Round-Robin فارمیٹ اپنایا گیا ہے۔ یعنی ہر ٹیم 9 میچز کھیلے گی۔ اور پھر 4 بہترین ٹیمز سیمی فائنل میں جگہ بنائیں گی۔

دیکھنا یہ ہے کہ اس ورلڈ کپ میں کیا کیا نئے ریکارڈز بنتے ہیں اور کیسے کیسے یادگار لمحات وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ یقینی طور پر ہر ایک شائقِ کرکٹ اس ورلڈ کپ کا منتظر ہے۔ کیا آسٹریلیا اپنے اعزاز کا دفاع کرتے ہوئے چھٹی بار فاتح بنے گا؟ یا پھر بھارت یا ویسٹ انڈیز میں سے کوئی تیسری بار یہ اعزاز حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا؟ یا پاکستان اور سری لنکا میں سے کوئی اپنا نام 2 مرتبہ ورلڈ کپ جیتنے والے ممالک کی فہرست میں لکھوانے میں کامیاب ہوگا؟ یا پھر دنیا کسی نئے فاتح ملک کا نظارہ کرنے والی ہے! ان سب سوالوں کے جواب چند ہی ہفتوں میں واضح ہو جائیں گے۔

☆...☆...☆

(تصویر: https://www.visitcardiff.com/event/icc-cricket-world-cup-trophy-tour/)

خلفائے سلسلہ کی واقفینِ نَو سے توقعات

(قسط نمبر 2 آخری)

(فراست احمد راشد۔ مربی سلسلہ ربوہ)

غنیٰ

"قناعت کے بعد پھر غِنیٰ کا مقام آتا ہے اور غِنیٰ کے نتیجے میں جہاں ایک طرف امیر سے حسد پیدا نہیں ہوتا وہاں غریب سے شفقت ضرور پیدا ہوتی ہے۔ غِنیٰ کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ غریب کی ضرورت سے انسان غنی ہو جائے۔ اپنی ضرورت سے غنی ہوتا ہے غیر کی ضرورت کی خاطر۔ یہ اسلامی غِنیٰ میں ایک خاص پہلو ہے جسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے واقفین بچے ایسے ہونے چاہئیں جو غریب کی تکلیف سے غنی نہ بنیں لیکن امیر کی امارت سے غنی ہو جائیں اور کسی کو اچھا دیکھ کر اُن کو تکلیف نہ پہنچے لیکن کسی کو تکلیف میں دیکھ کر وہ ضرور تکلیف محسوس کریں۔"

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 89۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء)

غصہ پر قابو اور تحمل

"ایسے واقفین بچے چاہئیں جن کو شروع ہی سے اپنے غصے کو ضبط کرنے کی عادت ہونی چاہیے، جن کو اپنے سے کم علم کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے، جن کو یہ حوصلہ ہو کہ وہ مخالفانہ بات سنیں اور تحمل کا ثبوت دیں۔ جب اُن سے کوئی بات پوچھی جائے تو تحمل کا ایک یہ بھی تقاضا ہے کہ ایک دم منہ سے کوئی بات نہ نکالیں بلکہ کچھ غور کر کے جواب دیں...... اس بات کی بچپن سے عادت ڈالنی چاہیے کہ جتنا علم ہے اُس کو علم کے طور پر بیان کریں، جتنا اندازہ ہے اُس کو اندازے کے طور پر بیان کریں۔"

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 92،93۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء)

حسن خلق

"واقفین بچوں کے اخلاق پر خصوصیت سے توجہ کی ضرورت ہے انہیں خوش اخلاق بنانا چاہیے۔ ایک تو اخلاق کا لفظ ہے جو زیادہ گہرے خصائل سے تعلق رکھتا ہے... لیکن ایک اخلاق کا معنی عرف عام میں انسان کی میل جول کی اس صلاحیت کو کہتے ہیں جس سے وہ دشمن کم بناتا ہے اور دوست زیادہ۔ کوئی بدمزاج انسان اچھا واقف زندگی ثابت نہیں ہو سکتا اور کوئی خشک مزاج انسان ملاں تو کہلا سکتا ہے صحیح معنوں میں روحانی انسان نہیں بن سکتا۔... پس اپنے بچوں کو خوش اخلاق ان معنوں میں بنائیں کہ میٹھے بول بول سکتے ہوں، لوگوں کو پیار سے جیت سکتے ہوں۔ غیروں اور دشمنوں کے دلوں میں راہ پا سکتے ہوں، اعلیٰ سوسائٹی میں سرایت کر سکتے ہوں کیونکہ اس کے بغیر نہ تربیت ہو سکتی ہے نہ تبلیغ ممکن ہے۔ بعض مبلغوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت عطا فرمائی ہے اس لیے اپنے ملک کے بڑے سے بڑے لوگوں سے جب وہ ملتے ہیں تو تھوڑی سی ملاقات میں ہی وہ ان کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کی عظیم الشان راہیں کھل جاتی ہیں۔"

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 106،107۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ فروری 1989ء)

چالاکیوں سے بچیں

"اپنے بچوں کو سطحی چالاکیوں سے بھی بچائیں۔ بعض بچے شوخیاں کرتے ہیں اور چالاکیاں کرتے ہیں اور اُن کو عادت پڑ جاتی ہے۔ وہ دین میں بھی پھر ایسی شوخیوں اور چالاکیوں سے کام لیتے رہتے ہیں اور اُس کے نتیجے میں بعض دفعہ اُن شوخیوں کی تیزی خود اُن کے نفس کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اس لیے وقف کا معاملہ بہت اہم ہے۔"

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 99۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء)

واقفین نو کا تعلیمی معیار

ایک واقف نو کی روحانی اور اخلاقی تربیت کے بعد کا مرحلہ اس کا تعلیم معیار بلند کرنے کا ہے جس میں اسلامی تعلیم اور دنیاوی تعلیم دونوں شامل ہیں۔ اس حوالہ سے دربارِ خلافت احمدیہ سے ملنے والی ہدایات پیش ہیں۔

قرآن کریم کی تلاوت اس کے معانی سمجھ کر کریں

"ابتداء ہی سے ایسے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کی طرف سنجیدگی سے متوجہ کرنا چاہیے ...والدین نظام جماعت سے رابطہ رکھیں... کہ اب ہم کس طرح ان کو اعلیٰ درجہ کی قرآن خوانی سکھا سکتے ہیں اور پھر قرآن کے مطالب سکھا سکتے ہیں کیونکہ قاری دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک تو وہ جو اچھی تلاوت کرتے ہیں اور آواز میں اُن کی ایک کشش پائی جاتی ہے اور تجوید کے لحاظ سے وہ درست ادائیگی کرتے ہیں لیکن اُس سے جان نہیں پڑا کرتی۔...وہ قاری جو تلاوت کرتے ہیں سمجھ کر اور اُس تلاوت کے اُس مضمون کے نتیجے میں اُن کے دل پگھل رہے ہوتے ہیں، اُن کے دل میں خدا کی محبت کے جذبات اُٹھ رہے ہوتے ہیں... وہ روح ہے اصل تلاوت کی۔ تو ایسے گھروں میں جہاں واقفین زندگی ہیں وہاں تلاوت کے اس پہلو پر بہت زور دینا چاہیے۔ خواہ تھوڑا پڑھایا جائے لیکن ترجمہ کے ساتھ مطالب کے بیان کے ساتھ پڑھایا جائے اور یہ عادت ڈالی جائے بچے کو کہ جو کچھ بھی وہ تلاوت کرتا ہے وہ سمجھ کر کرتا ہے۔ ایک تو روز مرہ کی صبح کی تلاوت ہے اُس میں تو ہو سکتا ہے کہ بغیر سمجھ کے بھی ایک لمبے عرصے تک آپ کو اُس کو قرآن کریم پڑھانا ہی ہو گا لیکن ساتھ ساتھ یہ ترجمہ سکھانے اور مطالب کی طرف متوجہ کرنے کا پروگرام بھی جاری رہنا چاہیے۔" (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 89،90۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء بمقام بیت الفضل لندن)

نماز کی پابندی

"نماز کی پابندی اور نماز کے جو لوازمات ہیں اُن کے متعلق بچپن سے تعلیم دینا اور سکھانا... یہ باتیں بچوں کو آجانی چاہییں۔"

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 90۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء)

وقف نو کا سلیبس

"واقفینِ نو کا سلیبس ہے جو جماعت نے، مرکز نے بنایا ہوا ہے۔ اس سے آگاہ کرنا، اسے پڑھانا ماں باپ اور نظام دونوں کا کام ہے...... پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بچے میں خود دین سیکھنے کی لگن ہو۔ اگر یہ ہو گا تو پھر ہی صحیح فہم و ادراک بھی حاصل کرنے کی طرف توجہ ہو گی......پس ہمارے واقفِ زندگی اور خاص طور پر وہ جو دین سیکھ کر اپنی زندگیاں وقف کرنا چاہتے ہیں۔ یا واقفینِ نو جو دنیا کے مختلف جامعات میں پڑھ رہے ہیں، انہیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ نے جو دین سکھایا ہے وہ سیکھنا ہے۔" (خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 543،544۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 22 اکتوبر 2010ء)

پھر فرمایا:

"واقفینِ نو کے لیے، چاہے وہ جامعہ میں پڑھ رہے ہیں یا نہیں پڑھ رہے اور کوئی دنیاوی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، دینی تعلیم حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ اور ان کے لیے سلیبس بنایا گیا ہے...اس کو پڑھنا اور اس کا امتحان دینا بھی ضروری ہے۔"

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 553۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 22 اکتوبر 2010ء)

کثرت مطالعہ

مضامین کا انتخاب اور اخبارات و رسائل

"تعلیم میں وسعت پیدا کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور دینی تعلیم میں وسعت کا ایک طریق یہ ہے کہ مرکزی اخبار اور رسائل کا مطالعہ رہے۔ ...واقفین بچوں کی علم بنیاد وسیع ہونی چاہیے... وسیع علم کی بنیاد پر قائم دینی علم کو فروغ دینا چاہیے۔ یعنی پہلے بنیاد عام دنیاوی علم کی وسیع ہو اُس پر پھر دینی علم کا پیوند لگے تو بہت ہی خوبصورت اور بابرکت ایک شجر طیبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے بچپن ہی سے ان واقفین بچوں کو عام جنرل نالج بڑھانے کی طرف متوجہ کرنا چاہیے۔... بچوں کے لیے ایسے رسائل، ایسے اخبارات لگوایا کریں، ایسی کتابیں ان کو پڑھنے کی عادت ڈالیں جس کے نتیجے میں ان کا علم وسیع ہو اور جب وہ سکول میں جائیں تو ایسے مضامین کا انتخاب ہو جس سے سائنس کے متعلق بھی کچھ واقفیت ہو، عام دنیا کے جو آرٹس کے مضامین ہیں لیکن سیکولر مضامین مثلاً معیشت ہے، اقتصادیات، فلسفہ، نفسیات اور حساب، تجارت وغیرہ ایسے جتنے بھی متفرق امور ہیں ان سب میں سے کچھ نہ کچھ علم بچے کو ضرور ہونا چاہیے۔ علاوہ ازیں پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیے کیونکہ سکولوں میں تو اتنا زیادہ انسان کے پاس اختیار نہیں ہوا کرتا یعنی پانچ مضمون، چھ مضمون، سات مضمون رکھ لے گا بچہ، بعض یہاں دس بھی کر لیتے ہیں لیکن اس سے زیادہ نہیں جا سکتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ایسے بچوں کو اپنے تدریسی مطالعہ کے علاوہ مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہیے۔"

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 91۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء)

"ان کی تعلیم کا دائرہ وسیع کرنا چاہیے، ان کے علم کا دائرہ وسیع کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں قوموں کی تاریخ اور مختلف ممالک کے جغرافیہ کو خصوصیت کے ساتھ ان کی تعلیم میں شامل کرنا چاہیے۔"

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 102۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ فروری 1989ء)

ٹائپنگ اور اکاؤنٹس رکھنے کی تربیت

"عمومی تعلیم میں ان کی بنیاد وسیع کرنے کی خاطر ان کو ٹائپ سکھانا چاہیے جو ٹائپ سیکھ سکتے ہوں۔ اکاؤنٹس رکھنے کی تربیت دینی چاہیے۔ دیانت پہ ... بہت زور ہونا چاہیے۔ اموال میں خیانت کی جو کمزوری ہے یہ بہت ہی بھیانک ہو جاتی ہے اگر واقفین زندگی میں پائی جائے اور اُس کے بعض دفعہ نہایت ہی خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔...اس لیے واقفین کو خصوصیت کے ساتھ مالی لحاظ سے بہت ہی درست ہونا چاہیے اور اس لحاظ سے اکاؤنٹس کا بھی ایک گہرا تعلق ہے۔ جو لوگ اکاؤنٹس نہیں رکھ سکتے اُن سے بعض دفعہ مالی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ بددیانتی ہوئی ہے اور بعض دفعہ مالی غلطیوں کے نتیجے میں جن کو اکاؤنٹس کا طریقہ نہ آتا ہو لوگ بددیانتی کرتے ہیں اور افسر متعلقہ اُس میں ذمہ دار ہو جاتا ہے۔ ... اس لیے اکاؤنٹس کے متعلق تمام واقفین بچوں کو شروع ہی سے تربیت ہونی چاہیے۔"

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 94۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء)

مختلف زبانوں کا جاننا

"جہاں تک زبانوں کا تعلق ہے سب سے زیادہ زور شروع ہی سے عربی زبان پر دینا چاہیے کیونکہ ایک مبلغ عربی کے گہرے مطالعہ کے بغیر اور اس کے باریک در باریک مفاہیم کو سمجھے بغیر قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے بچپن ہی سے عربی زبان کے لیے بنیاد قائم کرنی چاہیے ... عربی کے بعد اردو بھی بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی کامل غلامی میں اس زمانے کا جو امام بنایا گیا ہے اس کا اصل لٹریچر اردو میں ہے ... پس عربی کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اردو لٹریچر کا مطالعہ بھی ضروری ہے اور بچوں کو اتنے معیار کی اُردو سکھانی ضروری ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو لٹریچر سے براہ راست فائدہ اُٹھا سکیں۔... پس آئندہ آپ نے واقفین نسلوں کو کم سے کم تین زبانوں کا ماہر بنانا ہو گا۔ عربی، اردو اور مقامی زبان۔ پھر ہمیں انشاء اللہ آئندہ صدی کے لیے اکثر ممالک میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم پیش کرنے والے بہت اچھے مبلغ مہیا ہو جائیں گے۔" (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 104 تا 106۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ فروری 1989ء)

"تین زبانیں تو کم سے کم ہیں یعنی اس کے علاوہ کوئی زبان سیکھے تو چاہے جتنی چاہے سیکھے لیکن تین زبانوں سے کم تو کوئی سوال ہی نہیں اس لیے یہ بھی بتانا ہو گا کہ جہاں تم پولش سیکھ رہے ہو یا ہنگیرین سیکھ رہے ہو، چیکوسلوا کین سیکھ رہے ہو یا پولش سیکھ رہے ہو یا رومانین سیکھ رہے ہو یا البانین سیکھ رہے ہو۔ ساتھ ساتھ لازماً تمہیں اُردو اور عربی بھی سیکھنی ہو گی۔"

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 781۔ خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر 1989ء)

واقفات نو بچیوں کے لیے ہدایت

واقفاتِ نو جو زندگی کے ہر مرحلہ میں اپنے والدین یا شوہر کے توسط سے خدمت کریں گی ان کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

"جہاں تک بچیوں کا تعلق ہے اس سلسلے میں بھی بارہا ماں باپ سوال کرتے ہیں کہ ہم انہیں کیا بنائیں۔ وہ تمام باتیں جو مردوں کے متعلق یا لڑکوں کے متعلق میں نے بیان کی ہیں وہ ان پر بھی اطلاق پاتی ہیں لیکن اس کے علاوہ انہیں گھر گرہستی کی اعلیٰ تعلیم دینی بہت ضروری ہے اور گھریلو اقتصادیات سکھانا ضروری ہے کیونکہ بعید نہیں کہ وہ واقفین بچیاں واقفین کے ساتھ ہی بیاہی جائیں۔ جب میں کہتا ہوں کہ بعید نہیں تو مراد یہ ہے کہ آپ کی دلی خواہش یہی ہونی چاہیے کہ واقفین بچیاں واقفین سے بیاہی جائیں ورنہ غیر واقفین کے ساتھ ان کی زندگی مشکل گزرے گی اور مزاج میں بعض دفعہ ایسی دوری ہو سکتی ہے ایک واقف زندگی بچی کا اپنے غیر واقف خاوند کے ساتھ مذہب میں اس کی کم دلچسپی کی وجہ سے گزارہ نہ ہو اور واقفین کے ساتھ شادی کے نتیجے میں بعض دوسرے مسائل اس کو درپیش ہو سکتے ہیں۔"

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 107،108۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ فروری 1989ء)

بچیوں کی تعلیم

"جہاں تک بچیوں کی تعلیم کا تعلق ہے اس میں خصوصیت کے ساتھ تعلیم دینے کی تعلیم دلوانا یعنی بی ایڈ کروانا۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو استانیاں بننے کی ٹریننگ دلوانا خواہ ان کو استانی بنانا ہو یا نہ بنانا ہو

ان کے لیے مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ اسی طرح لیڈی ڈاکٹرز کی جماعت کو خدمت کے میدان میں بہت ضرورت ہے۔ پھر کمپیوٹر سپیشلسٹ کی ضرورت ہے اور Typist کی ضرورت ہے اور یہ سارے کام عورتیں مردوں کے ساتھ ملے جلے بغیر سوائے ڈاکٹری کے باقی سارے کام عمدگی سے سرانجام دے سکتی ہیں۔ ‘‘

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 109۔خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ فروری 1989ء)

بچیوں کا زبانوں کا ماہر ہونا

’’زبانوں کا ماہر بھی ان کو بنایا جائے یعنی لٹریری نقطہ نگاہ سے، ادبی نقطہ نگاہ سے ان کو زبانوں کا چوٹی کا ماہر بنانا چاہیے تا کہ وہ جماعت کی تصنیفی خدمات کرسکیں۔‘‘ (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 109۔خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ فروری 1989ء بمقام بیت النور ہالینڈ)

’’علمی کام میں ہمیں واقفین بیٹیاں بہت کام آسکتی ہیں۔ انہوں نے میدان میں نہیں جانا ہو گا لیکن وہ تصانیف کریں گی، وہ گھر بیٹھے ہر قسم کے خدمت کے کام اس طرح کرسکتی ہیں کہ اپنے خاوندوں سے ان کو الگ نہ ہونا پڑے۔ اس لیے ان کو ایسے کام سکھانے کی خصوصیت سے ضرورت ہے۔...اس لیے اگر وہ زبانیں سیکھ لیں تو گھر بیٹھے بڑی آرام سے خدمت کرسکتی ہیں اور جب زبانیں سیکھیں تو جس وقت ان کے اندر صلاحیت پیدا ہو ان کو پھر ان زبانوں میں ٹائپ کرنا بھی سکھایا جائے اور ان زبانوں کا لٹریچر ان کو پڑھایا جائے...... لٹریچر جتنا زیادہ پڑھا جائے اتنا ہی زبان میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔‘‘

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 602،603۔خطبہ جمعہ فرمودہ 8/ ستمبر 1989ء)

’’وہ واقفین نو جو شعور کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور جن کا زبانیں سیکھنے کی طرف رجحان بھی ہے اور صلاحیت بھی ہے۔ خاص طور پر لڑکیاں۔ وہ انگریزی، عربی، اردو اور ملکی زبان جو سیکھ رہی ہیں جب سیکھیں تو اس میں اتنا عبور حاصل کرلیں، (میں نے دیکھا ہے کہ زیادہ تر لڑکیوں میں زبانیں سیکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے) کہ جماعت کی کتب اور لٹریچر وغیرہ کا ترجمہ کرنے کے قابل ہوسکیں تبھی ہم ہر جگہ نفوذ کرسکتے ہیں۔

مجھے یاد ہے گھانا کے نارتھ میں کیتھولک چرچ تھا، چھوٹی سی جگہ پہ (میں بھی وہاں رہا ہوں) تو پادری یہاں انگلستان کا رہنے والا تھا وہ ہفتے میں چار پانچ دن موٹر سائیکل پر بیٹھ کر جنگل میں جایا کرتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم وہاں کیا کرنے جاتے ہو۔ اس نے بتایا کہ ایک قبیلہ ہے، ان کی باقیوں سے زبان ذرا مختلف ہے اور ان کی آبادی صرف دس پندرہ ہزار ہے اور وہ صرف اس لیے وہاں جاتا ہے کہ ان کی وہ زبان سیکھے اور پھر اس میں بائبل کا ترجمہ کرے۔ تو ہمارے لوگوں کو اس طرف خاص طور پر واقفین نو بچے جو تیار ہورہے ہیں، توجہ ہونی چاہیے تا کہ خاص طور پر ہر زبان کے ماہرین کی ایک ٹیم تیار ہوجائے۔ بہت سے بچے ایسے ہیں جو اب یونیورسٹی لیول تک پہنچ چکے ہیں، وہ خود بھی اس طرف توجہ کریں۔‘‘ (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 419،419۔خطبہ جمعہ فرمودہ 18/ جون 2004ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن)

عمومی ہدایات

واقفین نو کی روحانی و اخلاقی تربیت اور ان کے تعلیمی معیار کے حوالہ سے ارشادات کے بعد اب وہ عمومی ہدایات پیش ہیں جن کا جاننا اور ذہن نشین کرلینا ایک واقف نو کے لیے بہت ضروری ہے۔

تم ہمارے پاس صرف اور صرف جماعت کی امانت ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واقفین نو کے والدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ واقفین کو بچپن سے ہی سکھانا چاہیے کہ وہ والدین کے پاس ایک امانت کے طور پر ہیں۔ فرمایا:

’’کسی وقف نَو بچے کی یہ سوچ نہیں ہونی چاہیے کہ ہم نے اگر وقف کیا تو ہم دنیاوی طور پر کس طرح گزارہ کریں گے یا یہ وسوسہ دل میں پیدا ہوجائے کہ ہم ماں باپ کی مالی خدمت کس طرح کریں گے یا جسمانی طور پر خدمت کس طرح کریں گے۔ گزشتہ دنوں میری یہاں واقفین نَو کے ساتھ کلاس تھی تو ایک لڑکے نے یہ سوال کیا کہ اگر ہم وقف کر کے جماعت کو ہمہ وقت اپنی خدمات پیش کر دیں تو ہم اپنے والدین کی مالی یا جسمانی یا عمومی خدمت کس طرح کر سکیں گے۔ یہ سوال پیدا ہونا اس بات کا اظہار ہے کہ ماں باپ نے بچپن سے اپنے واقفین نَو بچوں کے دل میں یہ بات بٹھائی ہی نہیں کہ تمہیں ہم نے وقف کر دیا ہے اور اب تم ہمارے پاس صرف اور صرف جماعت کی امانت ہو۔ دوسرے بہن بھائی ہماری خدمت کر لیں گے۔ تم نے صرف اپنے آپ کو خلیفۂ وقت کو پیش کر دینا ہے اور اس کے حکموں کے مطابق چلانا ہے۔‘‘ (خطبات مسرور جلد 14 صفحہ 564۔خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 28/ اکتوبر 2016ء)

عہدوں کو پورا کرو

’’عہدوں کو پورا کرنا کوئی معمولی چیز نہیں ہے اور وہ عہد جو وقف زندگی کا عہد ہے جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درد بھرے الفاظ ہم سن چکے ہیں یہ کیسا عظیم عہد ہے۔ اگر ہر وقف نَو لڑکا اور لڑکی اپنے اس عہد کو وفا کے ساتھ پورا کرنے والا ہو تو ہم دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرسکتے ہیں۔ بعض نوجوان جوڑے میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں بھی وقف نَو ہوں، میری بیوی بھی وقف نَو ہے، میرا بچہ بھی وقف ہے۔ یا ماں کہے گی کہ میں وقف نَو ہوں، باپ کہے گا میں وقف نَو ہوں اور میرا بچہ وقف نَو ہے تو یہ بڑی قابل تعریف بات ہے۔ لیکن اس کا حقیقی فائدہ تو جماعت کو تبھی ہو گا جب وفا کے ساتھ اپنے وقف کے عہد کو پورا کریں گے...یہ معیار نہ صرف ہر واقف نَو کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے بلکہ ہر واقف زندگی کو یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک قربانیوں کے معیار نہیں بڑھیں گے ہمارے وقف زندگی کے دعوے سطحی دعوے ہوں گے۔‘‘ (خطبات مسرور جلد 14 صفحہ 566،567۔خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 28/ اکتوبر 2016ء)

پڑھائی کی ہر سٹیج پر واقفینِ نَو کو مرکز سے مشورہ کرنا چاہیے

’’واقفینِ نو کی ایک بڑی تعداد ایسے لڑکوں اور لڑکیوں پر مشتمل ہے جو دینی علم حاصل کرنے کے لیے جامعہ میں داخل نہیں ہوتے اور مختلف میدانوں میں جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑی تعداد ہے۔ جماعت کو ایسے واقفین کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو مختلف فیلڈز میں جائیں اور جماعت کی خدمت کریں۔ اس لیے پڑھائی کی ہر سٹیج پر واقفینِ نَو کو مرکز سے مشورہ کرنا چاہیے کہ اب یہاں پہنچ گئے ہیں ہم آگے کیا کریں۔ اب ہمارا یہ یہ ارادہ ہے۔ کیا کرنا چاہیے؟ ...رہنمائی بھی لیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ہم جامعہ میں تو نہیں جارہے، یہ یہ ہمارے شوق ہیں۔ تعلیم میں ہمیں یہ دلچسپی ہے تو آپ ہماری رہنمائی کریں کہ ہم کونسی تعلیم حاصل کریں۔... اور پھر مرکز یہ بتائے گا کہ کیا کام کرنا ہے، کیا نہیں کرنا۔ یا کیا آگے پڑھنا ہے یا پڑھائی مکمل کرنے کے بعد مرکز میں اپنی خدمات پیش کرنی ہیں۔ خود ہی فیصلہ کرنا واقفِ نو کا کام نہیں ہے، نہ ان کے والدین کا... یونیورسٹیوں میں پڑھنا چاہیں تو بتادیں اور پہلے اجازت لے لیں۔ اور جو یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرچکے ہوں اور اپنا وقف میں رہنا بھی confirm کیا ہوا ہو تو ان کے لیے بھی لازمی ہے کہ وقتاً فوقتاً جماعت سے رابطہ رکھیں ... جب جماعت کو ضرورت ہو گی بلالے گی۔ لیکن ان کا کام یہ ہے کہ ہر سال اس کی اطلاع دیتے رہیں۔ اسی طرح جو دوسرے پیشے کے لوگ ہیں جو اعلیٰ تعلیم تو حاصل نہیں کرسکے لیکن دوسرے پیشوں میں، مختلف قسم کے سکلز (Skills) ہیں پروفیشنز (Professions) ہیں، ان میں چلے گئے ہیں تو ان کو بھی اپنی ٹریننگ یا ڈپلومہ وغیرہ مکمل کرنے کے بعد اطلاع کرنی چاہیے۔‘‘ (خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 552 تا 555۔خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 22 اکتوبر 2010ء بمقام بیت الفتوح، لندن)

خدمت کے لیے کون سی لائن اختیار کی جائے؟

’’اپنی دنیاوی تعلیم کے دوران مختلف دوروں سے گزرتے وقت بجائے خود فیصلے کرنے کے جماعت سے پوچھیں کہ ہمیں کس لائن میں جانا ہے۔...واقفین نَو لڑکے جامعات میں جا کر مربی اور مبلغ بننے کو پہلی ترجیح دیں۔ اس وقت اس کی ضرورت ہے۔... ہمیں ہر ملک میں بے شمار مربیان اور مبلغین چاہئیں۔ پھر ہمارے ہسپتالوں کے لیے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں ربوہ میں بہت سے ڈاکٹروں کی جو مختلف شعبوں کے ماہر ہوں ان کی ضرورت ہے۔ قادیان میں ہسپتال میں ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ دنیا والے میرا خطبہ سن رہے ہیں اگر یہاں سے نہیں بھی جاسکتے تو اپنے اپنے ملکوں میں واقفین نَو اس طرف توجہ دیں اور ماہرین ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ بہت بڑا خلا ہے کہ ہمارے پاس ماہرین ڈاکٹر کم ہیں۔ افریقہ میں ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور ہر شعبہ کے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔... اس لیے سپیشلائز کر کے ان ممالک سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اور تجربہ لے کر واقفین نَو بچوں کو جو ڈاکٹر بن رہے ہیں ان کو آگے آنا چاہیے۔... اسی طرح سکولوں کے لیے ٹیچرز کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹرز اور ٹیچرز کے لیے تو لڑکیاں اور لڑکے دونوں ہی کام آسکتے ہیں اس لیے اس طرف توجہ کریں۔ کچھ آرکیٹکٹ اور انجنیئرز بھی چاہئیں جو تعمیرات کے شعبہ کے ماہر ہوں تا کہ مساجد مشن ہاؤسز سکول ہسپتال وغیرہ کی تعمیر کے کاموں میں صحیح نگرانی کر کے اور پلاننگ کر کے جماعتی اموال کو بچایا جاسکے۔ کم پیسے میں زیادہ بہتر سہولت مہیا کی جاسکے۔ پھر پیرامیڈیکل سٹاف بھی چاہیے اس میں بھی آنا چاہیے تو یہ تو وہ چند بعض اہم شعبے ہیں جن کی جماعت کو فی الحال ضرورت ہے۔ آئندہ ضروریات حالات کے مطابق بدلتی بھی رہیں گی۔

بعض واقفین نَو کی اپنی دلچسپی بھی بعض مضامین میں زیادہ ہوتی ہے... یہاں میں طلباء کو یہ بھی کہوں گا کہ وہ سائنس کے مختلف شعبوں میں ریسرچ میں بھی جائیں اور اس میں عمومی طور پر واقفین نَو بھی اور دوسرے سٹوڈنٹس بھی شامل ہیں۔ سائنس کے مختلف شعبہ جات کی ریسرچ میں ہمارے بہترین سائنس دان پیدا ہوجائیں تو آئندہ جہاں دین کا علم دینے والے احمدی ہوں گے اور دنیا دین سیکھنے کے لیے آپ کی محتاج ہو گی وہاں دنیاوی علم دینے والے بھی احمدی مسلمان ہوں گے اور دنیا آپ کی محتاج ہو گی۔ ایسی صورت میں واقفین نَو بے شک دنیا کا کام کررہے ہوں گے لیکن ان کا مقصد اس علم اور کام کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا پر ثابت کرنا ہو گا، اس کے دین کو پھیلانا ہو گا۔

اسی طرح دوسرے شعبہ جات میں واقفین نَو جاسکتے ہیں لیکن بنیادی مقصد یہ ہے اور جس کو ہر ایک کو جاننا چاہیے کہ میں واقف زندگی ہوں اور کسی وقت بھی مجھے دنیاوی کام چھوڑ کر دین کی ضرورت کے لیے پیش ہونے کا کہا جائے تو بغیر کسی عذر کے، بغیر کسی حیل وحجت کے آجاؤں گا۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 14 صفحہ 570،571۔خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 28/ اکتوبر 2016ء)

بدنی صحت

جہاں واقفین نو کے علمی معیار بلند ہونے چاہئیں وہیں وہ مضبوط اور توانا جسم کے مالک بھی ہوں تا کہ سختیاں برداشت کرنے کے قابل ہوں اور خدمت کی اس راہ میں آنے والی مشکلات کا بہادری اور صبر اور اخلاص سے مقابلہ کرنے کی طاقت ان میں پیدا ہوسکے۔ فرمایا:۔

’’واقفین کی تیاری کے سلسلے میں ان کی بدنی صحت کا بھی خاص طور پر خیال رکھنا ضروری ہے۔ وہ واقفین جو مختلف عوارض کے شکار رہتے ہیں اگرچہ بعض ان میں سے خدا تعالیٰ سے توفیق پا کر غیر معمولی خدمت بھی سرانجام دے سکتے ہیں لیکن بالعموم صحت مند واقفین بیمار واقفین کے مقابل پر زیادہ خدمت کے اہل ثابت ہوتے ہیں اس لیے بچپن ہی سے ان کی صحت کی بہت احتیاط کے ساتھ نگہداشت ضروری ہے۔ پھر ان کو مختلف کھیلوں میں آگے بڑھانے کی باقاعدہ کوشش کرنی چاہیے۔... بعض دفعہ ایک ایسا مربی جو کسی کھیل میں مہارت رکھتا ہو محض اس کھیل کی وساطت سے لوگوں پر کافی اثر و رسوخ قائم کرلیتا ہے اور نوجوان نسلیں اس کے ساتھ خاص طور پر وابستہ ہو جاتی ہیں۔ پس ہم تربیت کا کوئی بھی رستہ اختیار کریں کیونکہ ہماری نیتیں خالص ہیں اس لیے وہ رستہ خدا ہی کی طرف جائے گا۔‘‘

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 101،102۔خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ فروری 1989ء)

اللہ تعالیٰ تمام واقفین نَو اور واقفین زندگی کو حضور انور کے منشائے مبارک کے مطابق خدمات سلسلہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

بقیہ: افطار ڈنر جماعت برطانیہ از صفحہ 17

بقیہ: افطار ڈنر جماعت برطانیہ از صفحہ 17

برائے مچم اور مورڈن شیوون مکڈونہ (Siobhain Mc-Donagh)، مرٹن کے میئر کونسلر جینس ہاورڈ (Janice Howard)، مرٹن کونسل کے لیڈر سٹیفن الامبریٹس (Ste-phen Alambritis) اور برطانیہ کی ملکی عاملہ کے بعض ممبران شامل ہیں۔

پروگرام کے دوران تلاوت اور انگریزی ترجمہ کے بعد جماعت احمدیہ مسلمہ اور پھر رمضان المبارک کا تعارف پیش کیا گیا جس کے بعد ممبر آف پارلیمنٹ شیوون مکڈونہ نے جماعت احمدیہ کی تمام کمیونٹیز کے افراد کو ساتھ لے کر چلنے کی خاصیت کو سراہتے ہوئے تعارفی کلمات کہے۔ بعد ازاں سوال و جواب کا انتظام تھا جس میں مہمانوں نے کافی دلچسپی کا اظہار کیا۔ تقریب کا اختتام محترم نائب امیر صاحب کے الوداعی کلمات کے بعد اجتماعی دعا سے ہوا۔

اس موقع پر پاکستانی ٹی وی چینلز جیو، آج ٹی وی نیز عربی ٹی وی چینل الحُرّہ کے نمائندگان بھی موجود تھے۔

مہمانوں نے جماعتی لٹریچر سے قرآنِ کریم، اسلامی اصول کی فلاسفی، سیرت النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم و دیگر کتب (بزبانِ انگریزی) حاصل کیں۔ (رپورٹ: ابراہیم اِخلف۔ سیکرٹری تبلیغ یوکے)

☆...☆...☆

سیرالیون میں دعوتِ افطار۔ نائب صدر مملکت کی شمولیت

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سیرالیون کو مورخہ 23 مئی 2019ء کو احمدیہ ہیڈ کوارٹرز میں ایک دعوتِ افطار منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس پروگرام کے مہمان خصوصی HON. DR. MOHAMED JULDEH JALOH تھے۔ مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے بعد افطار ہوا جس کے بعد تمام مسلمان حضرات نے مسجد میں نماز مغرب ادا کی۔ اور پھر مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ جس کے بعد معزز مہمانوں کا تعارف کروایا گیا۔ چند اہم مہمانوں کے نام درج ذیل ہیں۔

1. Hon. Mohamed Juldeh Jalloh (Vice President of Sierra Leone)-2. Hon. Victor Bockarie Foh (Former Vice President)- 3. Hon. Edward Soluku (Minister of Internal Affairs)- 3. Hon. Madam Baindu Dassama (Minister of Social welfare Gender & Children)- 5. Hon. Mohamed Haji-Kella (Deputy Minister of Social Welfare)- 6. Hon. Ibrahim Turay (Deputy Minister of Fisheries & Marine Resources)- 7. Hon. Sadiq Sillah (Deputy Minister of Transport)- 8. Dr. Abubakar Karim (Presidential Advisor)- 9. Alhaji Konneh (Chief Imam State House)- 10. Commissioner Macksood Sesay (Chairman NEC)- 11. Mr. David Banya (Permanent Secretary of Ministry of Social Welfare)- 12. Madam Mebel Stevens (Daughter of former President of Sierra Leone)- 13. Captain Marrah (Sierra Leone Armed Forces)- 14. Lt. Corpl. Kamara (Sierra Leone Armed Forces)- 15. Alhaji A. B. M. Saw (Chief Imam Sierra Leone Correctional Centres)- 16. Mr. Nazir Ali Kamanda Bongay (Chief of National Fire Force)- 17. Mr. Ansu Konneh (Compliance Unit of Ministry of Social Welfare)- 18. Paramount Chief Mohammad A. L. K. Banya- 19.Sheikh Tejan Sillah (Chief Imam Freetown Central Mosque)- 20. Embessador Haja Alari Cole

اس تقریب میں ان مہمانوں کے علاوہ نیشنل مجلس عاملہ سیرالیون کے ممبران، سرکاری افسران، اسلامک فورم کے ممبران، مربیان اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے متعدد افراد نے شرکت کی۔

مہمانوں کے تعارف کے بعد محترم امیر و مشنری انچارج صاحب نے نائب صدر مملکت کا تعارف کروایا جس کے بعد نائب صدر مملکت نے مختصر خطاب فرمایا اور کہا کہ میں اس پروگرام پر مدعو کیے جانے پر جماعت کا شکر گزار ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں گذشتہ سال بھی اس پروگرام میں شامل ہوا تھا اور بہت سارے احباب سے ملاقات ہوئی تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ جماعت نے اس سال بھی بہت سے مختلف لوگوں کو مدعو کیا ہے۔ انہوں نے ملک میں امن و امان کے لیے کی جانے والی حکومتی باقی صفحہ نمبر 10 پر

شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ برطانیہ کے تحت افطار ڈنر

شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ برطانیہ کے تحت ہر سال افطار ڈنر کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں زیادہ سے زیادہ مہمانوں کو دعوت دی جاتی ہے۔ اور انہیں اسلام کا تعارف کروایا جاتا ہے۔

امسال رمضان المبارک میں Big Iftar کے دو پروگرامز بالترتیب 15/ اور 25/ مئی کو منعقد کیے گئے۔ ان پروگرامز میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 605/ غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ پروگرام کے بعد مہمانوں سے جب تاثرات لیے گئے تو سب کے بیانات بہت حوصلہ افزا تھے۔ سب نے کہا کہ انہیں اسلام کے بارے میں بنیادی لیکن مفید معلومات ملی ہیں۔ وھٰذا ھو المقصود۔

اس پروگرام کی تیاری کے لیے خاکسار کی سرکردگی میں میں ایک کمیٹی تجویز کی گئی جس نے بہت محنت سے مختلف جماعتوں کے عہدیداران کے تعاون سے اس پروگرام کو کامیاب بنایا۔ اس کمیٹی میں مکرم ندیم وانڈرمین (Nadmi Vanderman) صاحب اور دانیال ضیاء صاحب شامل تھے۔ پروگرام سے پہلے پریس ریلیز جاری کی گئی اور بعد میں رپورٹ جسے دو اخبارات Surrey Comet اور Wimbledon Times نے شائع کیا۔

دونوں پروگرامز میں رجسٹریشن کے بعد مہمانوں کو مسجد کا وزٹ کروایا جاتا نیز نمائش دکھانے کے بعد ہلکی پھلکی ریفریشمنٹ پیش کی جاتی۔

25/ مئی کو ہونے والے افطار ڈنر کی صدارت محترم سید منصور شاہ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ یوکے نے کی۔ دیگر مہمانوں میں ممبر آف پارلیمنٹ باقی صفحہ نمبر 16 پر

ہیومینٹی فرسٹ کے زیر انتظام ٹورانٹو میں فنڈ ریزنگ افطار ڈنر

مورخہ 18/ مئی 2019ء بروز ہفتہ، عالمی رفاہ عامہ کی تنظیم ’’ہیومینٹی فرسٹ‘‘ کے زیر انتظام، مسجد بیت الاسلام میپل سے متصل، طاہر ہال میں افطاری کا ایک وسیع پروگرام منعقد ہوا جس میں مرد و زن کی ایک کثیر تعداد، پردہ کی رعایت سے شریک ہوئی۔

اس افطار ڈنر کا ٹکٹ 45 ڈالرز رکھا گیا تھا جس سے حاصل شدہ تمام آمدنی، مذکورہ تنظیم کے تحت ساری دنیا میں پھیلے جملہ رفاہی کاموں میں صرف کی جائے گی۔

تلاوتِ قرآن کریم سے کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ جس کے بعد ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کے چیئرمین مکرم ڈاکٹر محمد اسلم داؤد صاحب نے تنظیم کے جملہ پروگراموں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ ابھی حال ہی میں گوئٹے مالا باقی صفحہ نمبر 10 پر

ناروے میں تعلیم القرآن کلاس اور افطار کا انتظام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ناروے کو ہر سال رمضان المبارک کے دوران تعلیم القرآن کلاس کے انعقاد کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ امسال یہ کلاس مورخہ 10/ تا 12/ مئی 2019ء کے دوران منعقد کی گئی۔

اس کلاس میں محترم ظہور احمد چوہدری صاحب امیر جماعت ناروے، محترم حافظ عطاء الرزاق صاحب اور بشارت احمد صابر صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن نے قرآن کریم درست طور پر پڑھنے سے متعلق کلاسز لیں اور مبلغ انچارج محترم شاہد محمود کاہلوں صاحب، مبلغ سلسلہ محترم طاہر محمود خان صاحب اور سیکرٹری تبلیغ محترم فیصل سہیل صاحب نے مختلف موضوعات پر لیکچرز دیے۔ کلاس کے آخری دن محترم امیر صاحب نے مختصر خطاب کیا اور شاملین میں اسناد تقسیم کیں۔ باقی صفحہ نمبر 10 پر

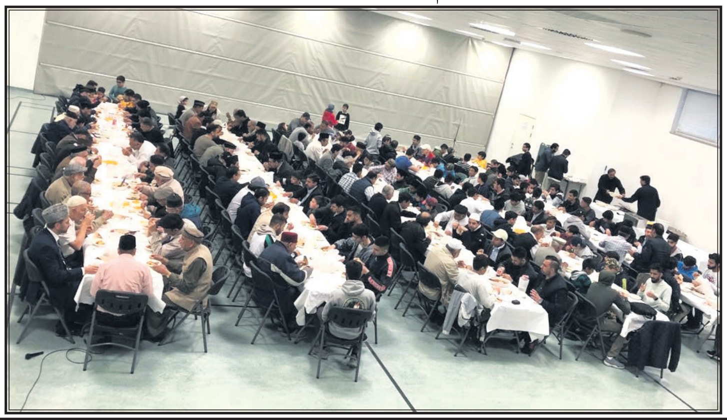

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کاخلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کیے جاتے ہیں۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مصلح موعودؓ کا عشق رسول ﷺ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے ماہنامہ ’’مشکوٰۃ‘‘ فروری 2012ء میں مکرم راشد احمد صاحب حیدر آبادی کے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں حضرت مصلح موعودؓ کے عشق رسول ﷺ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 1944ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’مَیں کسی خوبی کا اپنے لیے دعویدار نہیں ہوں۔ مَیں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے۔ اس سے زیادہ نہ مجھے کوئی دعویٰ ہے نہ مجھے کسی دعویٰ میں خوشی ہے۔ میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ ﷺ کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے اور اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہوجائے اور میرا خاتمہ رسول کریم ﷺ کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔‘‘

نصف صدی سے زیادہ اسلام کا یہ بطلِ جلیل مسندِ خلافت پر رونق افروز رہا اور اس دوران معاندینِ اسلام نے کئی مرتبہ اپنی نادانی اور شرارت سے آنحضرت ﷺ کی ذاتِ اقدس پر کیچڑ اچھالنے کی ناپاک کوشش کی۔ کبھی ’’ورتمان‘‘ اخبار میں ناپاک مضمون چھپوائے تو کبھی ’’رنگیلا رسول‘‘ قسم کی دلوں کو چھلنی کر دینے والی کتابیں شائع کی گئیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کا دل یہ سب دیکھ کر لہولہان ہوجاتا تھا اور آپؓ اپنے محبوب ﷺ کی ناموس کے دفاع کے لیے سینہ سِپر ہوجاتے۔ کبھی یہ فرض تقریر وتحریر کے ذریعہ ادا کرتے اور کبھی جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ اور یوم پیشوایان مذاہب کے سلسلہ کو جاری فرما کر۔

1927ء میں ایک ہندو اخبار ’’ورتمان‘‘ میں ایک مضمون شائع ہوا تو حضورؓ نے ایک پوسٹر کی شکل میں اپنا بیان ایک ہی رات میں طبع کرواکر ملک کے طول وعرض میں چسپاں کروا دیا۔ اس میں آپؓ نے فرمایا:

’’مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا مسلمانوں کو ستانے کے لیے ان لوگوں کو کوئی اَور راستہ نہیں ملتا۔ ہماری جانیں حاضر ہیں۔ ہماری اولادوں کی جانیں حاضر ہیں۔ جس قدر چاہیں ہمیں دکھ دے لیں لیکن خدارا نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں دے کر آپؐ کی ہتک کرکے اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ نہ کریں کہ اس ذاتِ بابرکت سے ہمیں اس قدر تعلق اور وابستگی ہے کہ اِس پر حملہ کرنے والوں سے ہم کبھی صلح نہیں کرسکتے۔ ہماری طرف سے بار بار کہا گیا ہے اور مَیں پھر دوبارہ ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جنگل کے درندوں اور بَن کے سانپوں سے صلح ہوسکتی ہے لیکن ان لوگوں سے ہرگز ہرگز صلح نہیں ہوسکتی جو رسول کریم ﷺ کو گالیاں دینے والے ہیں۔‘‘

(الفضل 10/ جون 1927ء)

اس پوسٹر کی اشاعت کے بعد مسلمانوں نے بھرپور احتجاج کیا۔ چنانچہ اخبار ’’ورتمان‘‘ کے مالک اور مضمون نگار پر مقدمہ چلا اور انہیں بالترتیب ایک سال اور چھ ماہ قید کی سزا ہوئی۔ مسلمانوں نے خوشی سے حضورؓ کو مبارکباد کے خطوط اور تار بھیجے۔ لیکن آپؓ نے ان کے جواب میں فرمایا:

میرا دل غمگین ہے کیونکہ مَیں اپنے آقا، اپنے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہتک عزّت کی قیمت ایک سال کے جیل خانے کو قرار نہیں دیتا۔ مَیں اُن لوگوں کی طرح، جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے والے کی سزا قتل ہے، ایک آدمی کی جان کو بھی اس کی قیمت قرار نہیں دیتا۔ مَیں ایک قوم کی تباہی کو بھی اس کی قیمت قرار نہیں دیتا کیونکہ میرے آقاؐ کی عزّت اس سے بالا ہے کہ کسی فرد یا جماعت کا قتل اس کی قیمت قرار دیا جائے۔ کیونکہ کیا یہ سچ نہیں کہ میرا آقاؐ دنیا کو جِلا دینے کے لیے آیا تھا نہ کہ مارنے کے لیے۔ وہ لوگوں کو زندگی بخشنے کے لیے آیا تھا نہ کہ ان کی جان نکالنے کے لیے۔ غرض محمد رسول اللہ کی عزّت دنیا کے احیاء میں ہے نہ اِس کی موت میں۔ پس مَیں اپنے آقاؐ سے شرمندہ ہوں کیونکہ اسلام کے خلاف موجودہ شورش درحقیقت مسلمانوں کی تبلیغی سستی کا نتیجہ ہے۔ قانون ظاہری فتنہ کا علاج کرتا ہے نہ دل کا اور میرے لیے اس وقت تک خوشی نہیں جب تک کہ تمام دنیا کے دلوں سے محمد رسول اللہ ﷺ کا بغض نکال کر اس کی جگہ آپؐ کی محبت قائم نہ ہوجائے۔

(الفضل 19/ اگست 1927ء)

ایک موقع پر جب غیراحمدی مولویوں نے اعلان کیا کہ ہم عیسائیوں، یہودیوں، آریوں اور سکھوں سے صلح کرسکتے ہیں مگر احمدیوں کے ساتھ نہیں۔ تب حضورؓ نے جواباً فرمایا کہ باوجود اس کے کہ سب سے بڑھ کر ہماری مخالفت کرنے والے غیراحمدی ہیں اور باوجود اس کے کہ ان کے ملکوں میں ہمارے آدمیوں کو نہایت بے دردی اور ظلم کی راہ سے قتل کیا جاتا ہے لیکن مذاہب کے لحاظ سے مَیں غیراحمدیوں کو آریوں اور عیسائیوں سے کروڑہا درجے افضل جانتا ہوں۔ یہ کہیں گے کہ عیسائیوں کی حکومت اور ان کے ملک میں ہمارے لیے بہت امن اور انصاف ہے لیکن جب مذہب کا اصول آئے گا تو مَیں امیر امان اللہ خان کو کروڑوں درجے کِنگ جارج سے بڑھ کر سمجھوں گا کیونکہ وہ رسول کریم ﷺ کی عزت کرتے ہیں، انہیں خدا کا سچا رسول مانتے ہیں جو کہ ہمیں تمام چیزوں سے زیادہ عزیز اور پیارے ہیں۔

(الفضل 14/ جولائی 1925ء)

ایک بار مولوی محمد علی صاحب (امیر غیرمبائعین) نے اپنی کتاب میں لکھا کہ گویا حضرت مصلح موعودؓ اور آپؓ کی جماعت حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مان کر آنحضرت ﷺ کی نبوت سے انکاری ہیں اور آپؐ کی ہتک کرتے ہیں۔ حضورؓ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

’’نادان انسان ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت ﷺ کی ہتک کرتے ہیں۔ اسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم۔ اُسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے۔ وہ کیا جانے کہ محمد ﷺ کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کرگئی۔ وہ میری جان ہے۔ میرا دل ہے۔ میری مُراد ہے۔ میرا مطلوب ہے۔ اُس کی غلامی میرے لیے عزت کا باعث ہے اور اُس کی کفش برداری مجھے تختِ شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے پھر مَیں کیوں اُس سے پیار نہ کروں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر مَیں کیوں اُس سے محبت نہ کروں۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرّب ہے پھر مَیں کیوں اس کا قرب تلاش نہ کروں۔ میرا حال مسیح موعودؑ کے اس شعر کے مطابق ہے کہ

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ بابِ نبوت سے بکلّی بند ہونے کے عقیدے کو جہاں تک ہوسکے باطل کروں کہ اِس میں آنحضرت ﷺ کی ہتک ہے۔‘‘ (حقیقۃالنبوّۃ)

حضرت مصلح موعودؓ نے جب جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کا اجرا فرمایا تو ان جلسوں کا مقصد یوں بیان فرمایا کہ لوگوں کو آپؐ پر حملہ کرنے کی جرأت اس لیے ہوتی ہے کہ وہ آپؐ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں اور اِس کا ایک ہی علاج ہے کہ رسول کریم ﷺ کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دیے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپؐ کے حالاتِ زندگی سے آگاہ ہوجائے اور کسی کو آپؐ کے متعلق زبانی درازی کی جرأت نہ رہے۔ جب کوئی حملہ کرتا ہے تو یہی سمجھ کر کہ دفاع کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ (تقریر جلسہ سالانہ 1937ء)

حضورؓ کی کوششوں کے نتیجہ میں 17/ جون 1928ء کو ہندوستان کے طول وعرض میں پہلی بار جلسہ ہائے سیرت النبیؐ کا انعقاد عمل میں آیا اور غیروں نے بھی اس کی تعریف کی۔ چنانچہ اخبار ’’مشرق‘‘ گورکھپور نے لکھا:

’’ہندوستان میں یہ تاریخ ہمیشہ زندہ رہے گی۔ … 17/ جون کو جلسے کی کامیابی پر ہم امام جماعت احمدیہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اگر شیعہ وسُنّی اور احمدی اسی طرح سال بھر میں دوچار مرتبہ ایک جگہ جمع ہوجایا کریں گے تو پھر کوئی قوّت اسلام کا مقابلہ اِس ملک میں نہیں کرسکتی۔‘‘

حضرت مصلح موعودؓ نے اٹھارہ سال کی عمر سے نعتِ رسول کریم ﷺ کہنی شروع کی۔ 19 سال کی عمر میں کہی جانے والی ایک پُرکیف نعت میں عرض کیا:

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کُوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اُس نے روشن کردیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے
مرا ہر ذرّہ ہو قربانِ احمد
میرے دل کا یہی اِک مدّعا ہے
اسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اِک مزا ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر محمودؔ
مرا معشوق محبوبِ خدا ہے

☆......☆......☆......☆......☆......☆

ایک نَو مسلم کی کھری کھری باتیں

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے ماہنامہ ’’مشکوٰۃ‘‘ فروری 2012ء میں سری نگر کے روزنامہ ’’مومن‘‘ سے منقول ایک تحریر (مرسلہ مکرم عبدالرشید ضیاء صاحب مبلغ سلسلہ کشمیر) شائع کی گئی ہے جس میں میرٹھ کے ایک نَو مسلم نے ’’کھری کھری باتیں‘‘ کے زیرعنوان اپنے قبولِ اسلام کی کہانی بیان کرنے کے بعد ایک افسوسناک واقعہ قلم بند کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ مسلمان اس قدر گر چکے ہیں، اس کی مثال مجھے بہار میں ملی جہاں ایک نومسلم نے ایک مسلمان عورت سے شادی کرلی اور اس کے لیے اُس نے چند ایک مسلمانوں سے دوہزار دوسو روپے قرض لیے۔ شادی کے چند دن بعد قرض کی ادائیگی کا تقاضا ہوا تو نَو مسلم نے چند دن کی مہلت مانگی لیکن اُن مسلمانوں نے ایک نہ سنی اور اُس کے گھر میں داخل ہوکر دلہن کا ہاتھ پکڑا اور باہر نکال کر کہا کہ جب تک تُو پیسوں کا بندوبست نہیں کرتا تیری بیوی ہمارے پاس گروی رہے گی۔

اس دوران قادیانیوں کی ایک جماعت وہاں پہنچ گئی اور انہوں نے نومسلم کو پانچ ہزار روپے دیے جس سے اُس نے مسلمانوں کا قرضہ چُکا دیا۔ اب سُنا ہے کہ وہ نومسلم (عمر) اور اس کی بیوی دونوں قادیانی ہوگئے ہیں اور قادیانیوں کے مرکز قادیان میں رہائش پذیر ہیں۔

اب بتائیے ان دونوں میں گنہگار کون ہے؟ محض 22سو روپے کی مدد کے لیے اُس کی بیوی کو اُٹھالینا کونسا دین ہے!؟...۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ مارچ 2012ء میں مکرم راجہ محمد یوسف صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

بے تاب روز و شب ہیں، لطافت تمام شُد
یعنی خیالِ یار کی لذّت تمام شُد
ارباب حل و عقد کو کچھ سوجھتا نہیں
سیلِ ہوس میں دانش و حکمت تمام شُد
بے درد حکمران تو بے فیض ائمہ
یہ سب اگر رہے تو ریاست تمام شُد
پھر سر بکف چلے ہیں سوئے دار نعرہ زن
ضبطِ فغاں کی لمبی ریاضت تمام شُد
ہو شہر دلفگار میں اِک رقصِ بے خودی
اس دلرُبا کی یاد میں خلوت تمام شُد
کیفِ اُمیدِ وصل سے سرشار ہے بدن
دشتِ غمِ فراق کی وحشت تمام شُد

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 31, 2019 – June 06, 2019

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday May 31, 2019

00:00	World News
00:20	Dars-e-Ramadhan: 'nearness to God'.
00:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 34.
00:55	Ijtema Khuddamul Ahmadiyya UK: Recorded on September 23, 2018.
01:50	The Global unification of Mankind
02:30	Tilawat: part 26. Surah Al-Ahkaaf to Surah Az-Zaariyaat.
03:25	Balance
03:55	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 25, episode 2. Verses 45-68 of Surah Ash-Shu`ara'and verses 1-68 of Surah Az-Zukhruf.
07:05	Ramadhan Dars-e-Hadith: 'acceptance of prayers'.
07:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 35.
08:15	The Holy Prophet (SAW) And Ramadhan
09:15	Dars-ul-Quran: Surah Aale-Imraan verse 184, by Khalifatul Masih IV (rh). Rec. February 9, 1995.
11:05	Khalifatul Masih II (ra) In UK
11:30	LIVE Proceedings
12:00	LIVE Friday Sermon
13:00	LIVE Proceedings
13:30	Tilawat: Part 25, episode 3. Verses 69-90 of Surah Az-Zukhruf, verses 1-60 of Surah Ad-Dukhan and verses 1-38 of Surah Al-Jathiyah.
14:30	LIVE Shotter Shondhane
16:35	Friday Sermon: Recorded on May 31, 2019.
17:40	World News
18:00	LIVE Nashr-e-Ramadhan
18:50	Tilawat: part 26. Surah Al-Ahqaf to Surah Adh-Dhariyat.
19:50	Masjid-e-Aqsa Qadian
20:10	Inauguration Of Nasir Hospital: Recorded on October 23, 2018.
21:30	Friday Sermon [R]
22:40	Beacon Of Truth: Recorded on May 19, 2019.
23:25	Tilawat: Part 26, episode 1. Verses 1-32 of Al-Ahqaf and verses 1-20 of Surah Muhammad(saw).

Saturday June 01, 2019

00:15	World News
00:35	Yassarnal Qur'an
00:55	The Holy Prophet (SAW) And Ramadhan
01:35	In His Own Words: 'Lecture Lahore'.
02:30	Friday Sermon
03:40	Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
04:10	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 26, episode 2. Verses 21-39 of Surah Muhammad(saw) and verses 1-30 of Surah Al-Fath.
07:05	Dars-e-Malfoozat: the topic of obedience.
07:10	The Prophecy Of Khilafat: exploring the hadith of the Holy Prophet Muhammad (saw) which prophecises the re-establishment of Khilafat on the precepts of prophethood.
07:35	Al-Tarteel: Lesson no. 27.
08:05	International Jama'at News
09:00	Friday Sermon: Recorded on May 31, 2019.
10:15	Indonesian Service
11:20	Tilawat: Part 26, episode 3. Verses 1-19 of Surah Al-Hujurat, verses 1-46 of Surah Qaf and verses 1-31 of Surah Adh-Dhariyat.
12:15	Dars-ul-Quran: Surah Aale-Imraan verse 184, by Khalifatul-Masih IV (rh). Rec. February 11, 1995.
14:00	LIVE Shotter Shondhane
16:00	LIVE Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:35	Shama'il-e-Nabwi (SAW): the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
19:10	Tilawat: part 27. Surah Adh-Dhariyat to Surah Al-Hadid.
20:15	Dua-e-Mustaja'ab: Programme no. 23.
20:50	International Jama'at News
21:40	Dars-ul-Quran [R]
23:15	Tilawat: Part 27, episode 1. Verse 32 of Surah Adh-Dhariyat, verses 1-50 of Surah At-Tur and verses 1-63 of Surah An-Najm.

Sunday June 02, 2019

00:15	World News
00:30	Dars-e-Malfoozat
00:45	Friday Sermon
01:55	The Prophecy Of Khilafat
02:30	Tilawat: part 28. Surah Al-Mujaadalah to Surah At-Tahreem.
03:25	Essence of Islam: Season 1, episode 2.
03:50	Masjid-e-Aqsa Qadian
04:05	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 27, episode 2. Verses 1-56 of Surah Al-Qamar and verses 1-79 of Surah Ar-Rahman.
06:50	Ramadhan Dars-e-Hadith: 'the acceptance of prayers'.
07:05	Javed Ghamdi ke Jawabat: Part 1
07:20	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 35.
07:45	Balance: Episode no. 4.
08:05	In His Own Words: 'Lecture Lahore'.
08:55	Bustan-e-Waqfe Nau: Rec. December 10, 2017.
10:00	Indonesian Service
11:05	Tilawat: Part 27, episode 3. Verses 1-97 of Surah Al-Waqi'ah and verses 1-30 of Surah Al-Hadid.
12:05	Dars-ul-Quran: Surah Aale-Imraan verse 184, by Khalifatul Masih IV (rh). Rec. February 12, 1995.
14:00	LIVE Shotter Shondhane
16:05	Friday Sermon: Recorded on May 31, 2019.
17:10	Aao Urdu Seekhain [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Beacon Of Truth: Recorded on February 17, 2019.
19:15	Tilawat: part 28. Surah Al-Mujaadalah to Surah At-Tahreem.
20:15	Bustan-e-Waqfe Nau 2017 [R]
21:15	Balance
21:40	Dars-ul-Quran [R]
23:35	Tilawat: Part 28, episode 1. Surah Al-Mujadalah and Surah Al-Hashr.

Monday June 03, 2019

00:25	World News
00:45	Ramadhan Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an
01:25	Balance
01:50	Aao Urdu Seekhain
02:30	Tilawat: part 29. Surah Al-Mulk to Surah Al-Mursalat.
03:20	Safar-e-Hayat
04:25	Dars-ul-Quran
06:05	Tilawat: Part 28, episode 2. Surah Al-Mumtahanah, Surah As-Saff, Surah Al-Jumu'ah and Surah Al-Munafiqun.
07:00	Ramadhan Dars-e-Hadith: 'Ramadhan is a way of achieving good morals'.
07:25	Al-Tarteel: Lesson no. 27.
07:55	Seerat-e-Rasool (SAW): the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
08:25	Al-Haleem
08:50	Signs Of The Latter Days: the advent of the Promised Messiah (as) including the signs of the day of judgement.
09:40	The True Concept Of Khilafat
10:05	Friday Sermon: Recorded on December 21, 2018.
11:00	Tilawat: Part 28, episode 3. Surah At-Taghabun, Surah At-Talaq and Surah At-Tahrim.
11:50	Ar-Rahman
12:00	Dars-ul-Quran: Surah Aale-Imraan verse 184-185, by Khalifatul Masih IV (rh). Rec. February 13, 1995.
13:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Inauguration Of Aiwane Tahir: Rec. July 26, 2012.
15:45	In His Own Words: 'Lecture Sialkot'.
16:25	Signs Of The Latter Days [R]
17:10	Al-Tarteel [R]
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:45	Al-Haleem [R]
19:10	Tilawat: part 29. Surah Al-Mulk to Surah Al-Mursalat.
20:30	Seerat-e-Rasool (SAW)
21:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
21:25	Dars-ul-Quran [R]
23:00	Al-Haleem [R]
23:25	Tilawat: Part 29, episode 1. Surah Al-Qalam and Surah Al-Haqqah.

Tuesday June 04, 2019

00:15	World News
00:30	Al-Tarteel
01:00	Inauguration Of Aiwane Tahir 2012
01:45	In His Own Words
02:25	Tilawat: part 30. Surah An-Naba' to Surah An-Nas.
03:20	Ramadhan Dars-e-Hadith
04:00	Seerat-e-Rasool (SAW)
04:35	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 29, episode 2. Surah Al-Ma'arij to Surah Al-Muzzammil.
06:55	Dars-e-Hadith: 'Shawaal fasting'.
07:15	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 36.
07:40	Masjid Mubarak Rabwah
08:00	Liqa Maal Arab: Recorded on August 13, 1996.
09:05	Story Time: Part 26.
09:20	Aao Kahani Sunain
10:15	Indonesian Service
11:20	Tilawat: Part 29, episode 3. Surah Al-Muddaththir to Surah Al-Mursalat.
12:10	Dars-ul-Quran: Surah Aale-Imraan verse 184-186, by Khalifatul Masih IV (rh). Rec. February 14, 1995.
13:40	Masjid Mubarak Rabwah [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Friday Sermon: Recorded on May 31, 2019.
16:05	Masjid Yadgar Rabwah [R]
16:20	Beacon Of Truth: Recorded on February 10, 2019.
17:10	Yassarnal Qur'an [R]
17:40	World News
18:00	LIVE Nashr-e-Ramadhan
19:10	Tilawat: part 30. Surah An-Naba' to Surah An-Nas.
20:20	Rah-e-Huda: Recorded on June 01, 2019.
21:55	Dars-ul-Quran [R]
23:20	Tilawat: Part 30, episode 1.

Wednesday June 05, 2019

00:10	World News
00:25	Ramadhan Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
01:25	Bustan-e-Waqfe Nau: Rec. December 10, 2017.
02:30	Essence of Islam: 'Allah the Exalted'. Season 1, episode 2.
03:00	Seerat-un-Nabi (SAW): the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
03:40	The Nation of Jonah (as): the nation of Jonah (as) - averting disaster through tauba and Istaghfar.
04:25	Tilawat: Part 30, episode 2.
05:10	Tilawat: Part 30, episode 3.
06:00	Tilawat: Surah An-An'am, verses 75-84.
06:15	Dars-e-Hadith: 'matters related to Eid-ul-Fitr'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson 22.
07:00	Question And Answer Session: Rec. March 3, 1996.
08:00	Bachon Ki Dunya: Programme no 12.
09:00	Baitul Wahid Mosque Inauguration: Recorded on May 27, 2015 in Germany.
10:20	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 31, 2019.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Baitul Wahid Mosque Inauguration 2015 [R]
16:30	Bachon Ki Dunya [R]
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat: Verses 158-166 of Surah Al-An'am and verses 1-27 of Surah Al-A'raf.
18:35	Une Question Concernant L'Islam
19:15	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
19:55	Baitul Wahid Mosque Inauguration 2015 [R]
21:30	Mosha'airah
22:30	Question And Answer Session [R]

Thursday June 06, 2019

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Al-Tarteel
01:30	Baitul Wahid Mosque Inauguration 2015
03:00	Life Of Hazrat Abu Bakr (ra)
04:05	Question And Answer Session
05:00	Mosha'airah
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat: 'philosophy of dua'.
06:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 26.
07:00	Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah An - Noor, verses 52 - 61 by Khalifatul Masih IV (rh) in Urdu and Arabic. Recorded on March 18, 1997.
08:05	Islamic Jurisprudence
08:40	Masjid-e-Aqsa Qadian
09:00	Inauguration Of Aiwane Tahir: Rec. July 26, 2012.
09:50	In His Own Words: 'The Philosophy Of The Teachings Of Islam'.
10:25	Hamara Aaqa: the character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
11:00	Japanese Service
11:30	Balance: Episode no. 4.
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 31, 2019.
14:05	Islamic Jurisprudence & In His Own Words [R]
15:25	Persian Service
15:55	Friday Sermon [R]
17:00	Qur'an Sab Se Acha & Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat & Noor-e-Furqan
18:55	Open Forum
19:25	Hamara Aaqa [R]
20:00	Friday Sermon [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:45	Qur'an Sab Se Acha [R]
22:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:30	Roots To Branches

**Please note MTA2 will be showing French service at 16:00, German service at 17:00 (GMT) & LIVE Turkish Service will be shown at 18:30 (Saturdays only).*

Translations for Huzoor's (may Allah be his Helper) Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al-Fazl International, London

twice-weekly

Tahir House - 22 Deer Park RoadLondon SW19 3TL ISSN: 2632-6558 Tel: +0044 20 8544 7603 Fax: +0044 20 8544 7611 Email: info@alfalintl.org

Vol 26 Friday 31 May 2019 Issue No. 23

فتح ہوتے ہیں کبھی ملک بھی کف گیروں سے

احمدیت کے علمبردار دو گروہوں کے صدی کے سفر کا تقابلی جائزہ

(قسط نمبر 5)

(لئیق احمد مشتاق مبلغ سلسلہ سرینام، جنوبی امریکہ)

مرکزی اخبار ورسائل

ریویو آف ریلیجنز وہ بابرکت رسالہ ہے جسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 1902ء میں مغربی دنیا کو اسلام کی خوبصورت تعلیم سے روشناس کروانے کے لیے جاری فرمایا، اور اس کے ذریعہ اپنی تحریرات، کتب اور الہامات کی اشاعت فرمائی۔مولوی محمد علی صاحب اس کے پہلے ایڈیٹر مقرر ہوئے، اور یہی ان کی پہلی وجہ شہرت ہے۔مگر جب 1914ء میں وہ قادیان سے جدا ہوئے، تو مالک حقیقی نے ان سے اور ان کی جماعت سے یہ توفیق بھی چھین لی کہ وہ اس مقدس رسالے کو جاری رکھ سکیں۔مگر خلافت حقہ کے زیر سایہ ”ریویو آف ریلیجنز“ کا فیض آج بھی جاری ہے۔

مورخہ 13/اگست 2016ء کو جماعت احمدیہ برطانیہ کے 50ویں جلسہ سالانہ کے موقع سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے فرمایا:”ریویو آف ریلیجنز جس کا اجراء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے 1902ء میں فرمایا تھا، اور اب اس کو 114سال ہوگئے ہیں اب اس کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جدید زمانے کے مختلف طریق اور ذرائع استعمال کرتے ہوئے تقریباً ایک ملٹی پلیٹ فارم پر لے آیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس رسالے کے پرنٹ ایڈیشن، ویب سائٹ، سوشل میڈیا، یوٹیوب اور دیگر نمائشوں کے ذریعہ ایک کثیر تعداد تک اسلام کا پیغام پہنچایا جارہا ہے...اس وقت اس رسالے کا پرنٹ ایڈیشن تین ممالک یوکے، کینیڈا اور انڈیا سے شائع ہورہا ہے، جن کی کل تعداد سولہ ہزار بنتی ہے...خدام الاحمدیہ کینیڈا کی ٹیم نے ریویو آف ریلیجنز کی موبائل ایپ بھی تیار کی ہے، جو اس وقت ٹیسٹنگ کے مراحل میں ہے۔ریویو آف ریلیجنز کو سوشل میڈیا، فیس بک اور ٹوئٹر اور انسٹاگرام پر پندرہ ہزار سے زیادہ لوگ فالو کررہے ہیں۔اور ریویو آف ریلیجنز کے یوٹیوب چینل کے کل سبسکرائبرز کی تعداد دس ہزار سے زائد ہوچکی ہے“۔(الفضل انٹرنیشنل لندن 20جنوری 2017ء صفحہ 13،14۔جلد 24،شمارہ 3)

انگریزی، جرمن اور فرنچ کے بعد ان شاءاللہ العزیز اب یہ رسالہ ہسپانوی زبان بولنے والوں کی روحانی طراوت کا باعث بنے گا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے وسطی امریکہ کے ملک گوئٹے مالا کے تاریخی دورے کے دوران مورخہ 23اکتوبر 2018ء کو سپینش ایڈیشن کا باقاعدہ اجراء فرمایا ہے۔(الفضل انٹرنیشنل لندن،16نومبر 2018ء، صفحہ 11۔جلد 25، شمارہ 46)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پہلے صحافی اور اوّلین مورخ کا دائمی اعزاز رکھنے والی محترم ہستی عرفانی الکبیر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب نے جماعت کے اپنے اخبار کے اجراء کے لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا، اس کے جواب میں حضور نے فرمایا:”ہم کو اس بارہ میں تجربہ نہیں۔اخبار کی ضرورت تو ہے مگر ہماری جماعت غرباء کی جماعت ہے۔مالی بوجھ برداشت نہیں کرسکتی۔آپ اپنے تجربہ کی بنا پر جاری کرسکتے ہیں تو کرلیں، اللہ تعالیٰ مبارک کرے“۔رب ذوالجلال کی دی ہوئی توفیق سے ایک تہی دست شخص اکتوبر 1897ء میں جماعت احمدیہ کا پہلا بلند پایہ اخبار ”ہفت روزہ الحکم“ جاری کرنے میں کامیاب ہوا۔زودنویسی کا زبردست جوہر والا یہ مجاہد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات وارشادات کو برق رفتاری سے قلم بند کرکے الحکم میں شائع کرتا رہا۔یہ اخبار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کا مستند ذخیرہ ہے۔1901ء تک ”الحکم“ نے تنہا یہ خدمت سرانجام دی، پھر البدر بھی ان بابرکت ارشادات اور الہامات کی نشرواشاعت میں شامل ہوگیا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:”یہ دو اخبار ہمارے دو بازو ہیں، الہامات کو فوراً ملکوں میں شائع کرتے اور گواہ بنتے ہیں“۔یہ اخبار چند برسوں کے وقفے سے جولائی 1943ء تک جاری رہا۔(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 641۔642۔ایڈیشن 2007ء قادیان)

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے 23مارچ 2018ء کو ”الحکم“ کا انگریزی زبان میں اجرا فرمایا ہے اور جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ یہ اخبار ہر ہفتے انٹرنیٹ پر شائع ہوتا ہے اور موبائل ایپ پر بھی دستیاب ہے اور اب اس کی پرنٹڈ کاپی بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔(الفضل انٹرنیشنل 13اپریل 2018ء صفحہ 9۔جلد 25، شمارہ 15)

مورخہ 31اکتوبر 1902ء کو قادیان سے بابو محمد افضل صاحب کی ادارت میں جماعت کا دوسرا اخبار بدر جاری ہوا۔اس اخبار کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود تجویز فرمایا، اور ارشاد فرمایا:”ہماری طرف سے اجازت ہے، خواہ آپ ایک سو پرچہ جاری کریں“۔21مارچ 1905ء کو محمد افضل صاحب انتقال کرگئے تو حضرت اقدس علیہ السلام نے مفتی محمد صادق صاحب کو اس کا ایڈیٹر مقرر فرمایا۔بدر اخبار دسمبر 1913ء تک جاری رہا، پھر اس کی اشاعت بند ہوگئی۔قریباً چالیس سال کے وقفے کے بعد 7مارچ 1953ء کو درویشان قادیان کی کوششوں سے اس کا احیاء ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 2، صفحہ 221۔ایڈیشن 2007ء۔قادیان)

مسیح وقت کے زمانے کی یہ نشانی اب خلافت کے زیر سایہ ”ہفت روزہ بدر قادیان“ کے نام سے پوری آب و تاب کے ساتھ جاری ہے اور ترقی کے نئے دور میں داخل ہوچکا ہے اور پانچ زبانوں اردو، بنگلہ، ملیالم، اوڑیا اور تامل میں ہر ہفتے باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔(http://www.akhbarbadrqadian.in)

جماعت کا قدیم اور اہم اخبار اپنوں اور غیروں میں یکساں پہچان رکھنے والا، سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سوسالہ تاریخ کا امین، کامیاب معمور اور خدا کے فضلوں اور جماعت کی جاں نثاریوں سے مرصع ”الفضل“ 18جون 1913ء کو سیدنا محمودؓ کے ہاتھوں ہفت روزہ اخبار کی شکل میں اس کے استاد اور روحانی آقا نور الدین رضی اللہ عنہ کی اجازت اور آشیر باد سے جاری ہوا۔اور اسی بزرگ ہستی نے اسے ”الفضل“ کے نام سے موسوم کیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 444۔ایڈیشن 2007ء)

مورخہ 28مارچ 1914ء سے الفضل ہفتے میں تین بار شائع ہونے لگا۔11 دسمبر 1925ء سے ہفتے میں دو بار شروعات ہوئیں۔8مارچ 1935ء سے روزانہ اشاعت کا آغاز ہوا۔قیام پاکستان کے بعد 15ستمبر 1947ء کو لاہور سے جاری ہوا۔3اکتوبر 2002ء سے انٹرنیٹ پر اکناف عالم میں پھیلے عشاق کے لیے میسر ہوگیا اور 18جون 2013ء کو کامیاب وکامران اشاعت کے سو سال مکمل کیے۔(روزنامہ الفضل صدسالہ جوبلی سوونیئر۔2013ء)

خلافت احمدیہ کی تاریخ کا حامل، امین اور پاسبان یہ روزنامہ اخبار دسمبر 2016ء سے عارضی جبری تعطل کا شکار ہے، اور مطلق العنان شاہوں کی طرف سے یہ ظلم اس پر پہلے بھی ڈھایا گیا۔خدا نے چاہا تو یہ روکیں جلد دور ہوں گی اور ان شاءاللہ العزیز عالم احمدیت ایک بار پھر ”دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہوگیا“ کے پرکیف منظر کا گواہ بنے گا۔

مورخہ سات جنوری 1994ء کو سیدنا طاہر رحمہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت سائے میں ”الفضل“ نئی آب و تاب اور شان کے ساتھ نئے عالمی دور میں داخل ہوا اور ”ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل“ کا آغاز ہوا جو اب پوری جدت اور آب وتاب کے ساتھ جاری ہے، اور اس اخبار کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ ہر ہفتے دنیا کے 74ممالک میں بذریعہ ڈاک بھجوایا جاتا ہے اور اب اللہ کے فضل سے 24مئی کے شمارہ سے اس کی اشاعت ہفت روزہ سے سَہ روزہ کردی گئی ہے۔الحمد للہ علیٰ ذالک

اس کے علاوہ عربی زبان میں ”التقویٰ“، اور ”موازنہ مذاہب“ جیسے مرکزی رسائل ہرماہ باقاعدگی سے شائع ہوتے ہیں، اور اکناف عالم میں بھجوائے جاتے ہیں۔خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی اس وقت اکناف عالم میں پھیلی جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کے تحت پچیس زبانوں میں 141 تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مضامین پر مشتمل رسائل وجرائد مختلف ممالک میں مقامی طور پر شائع کیے جارہے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 20جنوری 2017ء صفحہ 4۔جلد 24، شمارہ 3)

اب اہل پیغام کے مرکزی اخبار کی ترقی معکوس ملاحظہ ہو۔جولائی 1913ء میں سید محمد حسین شاہ صاحب نے دیگر سات افراد کے ساتھ ملکر ”پیغام صلح سوسائٹی“ کی بنیاد رکھی، جس کا مرکزی دفتر احمدیہ بلڈنگز لاہور میں قائم ہوا۔اس سوسائٹی نے 10جولائی 1913ء کو ”پیغام صلح“ اخبار جاری کیا، جس کی اشاعت ہفتے میں تین بار ہوتی تھی۔اس اخبار کے دو بنیادی مقاصد تھے، بغض محمود، اور خواجہ کمال الدین صاحب کے مشن کا پراپیگنڈا۔اِس اخبار کو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”پیغام جنگ“ کا نام دیا اور مفتی محمد صادقؓ صاحب کو حکم دیا کہ ”اگرچہ ہم قیمت دے چکے ہیں، پھر بھی ہمارے نام اگر ڈاک میں آئے تو واپس کردیں“۔(تاریخ احمدیت جلد 3، صفحہ 452۔456، ایڈیشن 2007ء)

مصنف مجاہد کبیر رقم طراز ہیں:”جولائی 1913ء میں جماعت میں اندرونی طور پر بہت خلفشار پیدا ہوچکا تھا، اور میاں محمود احمد صاحب اور ان کی پارٹی کے افراد لاہور کے ممبروں کے متعلق جماعت میں چہ مگوئیاں کرتے پھرتے تھے۔اس وقت قادیان کے اخبارات ”الحکم“ اور بدر زیادہ تر میاں صاحب کے ہی زیر اثر تھے، اور مولوی نور الدین صاحب کو مولانا محمد علی صاحب، خواجہ صاحب اور لاہور کے ممبروں سے بدظن کرنے کی کوششیں بڑے زور و شور سے جاری تھیں۔دوسری طرف خواجہ کمال الدین صاحب کو انگلستان گئے ایک ہی سال ہوا تھا، اور وہاں سے رسالہ ”مسلم انڈیا اینڈ اسلامک ریویو“ جاری ہوچکا تھا ضرورت اس بات کی تھی کہ اس رسالے کے چیدہ چیدہ مضامین کا اردو ترجمہ اور ووکنگ مشن کی ضروری خبریں ہندوستان کے لوگوں کو پہنچائی جائیں۔ان ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے ”پیغام صلح سوسائٹی“ کے نام سے مشترک سرمائے کی ایک کمپنی بنائی، اور اس کے ماتحت اخبار ”پیغام صلح“ جولائی 1913ء میں جاری ہوا“۔

(مجاہد کبیر صفحہ 115، ایڈیشن دسمبر 1962ء۔ناشر احمدیہ اشاعت اسلام لاہور)

منور دل، مخلص انسانوں، اسلام اور قرآن کی اشاعت کا جنون رکھنے والی اس جماعت کا یہ مرکزی اخبار دسمبر 1941ء تک سہ روزہ آرگن کی صورت میں شائع ہوتا رہا۔1942ء سے 1984ء ہفتہ وار شائع ہونے لگا۔1989ء سے 1992ء تک پندرہ روزہ اخبار کے طور پر اس کی اشاعت ہوئی۔1994ء، 1995ء میں ماہانہ اخبار کے نام سے دوماہ میں ایک شمارہ شائع ہوتا رہا۔1999ء اور 2000 کے دوران امریکہ سے اس کے کچھ شمارے مہینے میں ایک بار شائع ہوئے، مگر مخلصین کی یہ جماعت زیادہ عرصہ خدمت کا یہ بوجھ برداشت نہ کرسکی۔اکتوبر 2009ء سے پندرہ روزہ کے نام پر مہینے میں ایک بار لاہور سے اس کی شاعت شروع ہوئی۔جنوری 2016ء سے یہ ”پندرہ روزہ پیغام صلح انٹرنیشنل“ کے نام سے جرمنی سے مہینے میں ایک بار شائع ہوتا ہے۔اس کے علاوہ اس عالمگیر جماعت کے دو رسائل The Light and Islamic Review سہ ماہی اور The HOPE Bulletin ماہانہ امریکہ سے، اور Bashshaar نامی سہ ماہی رسالہ آسٹریلیا سے شائع ہوتا ہے۔پس یہاں بھی ایک فرقِ نمایاں نظر آتا ہے۔

(http://www.muslim.org/light/intro.htm)
http://aaiil.org/text/articles/hope/2018/hopebulletin2018.shtml
http://aaiil.org/australia/bashshaar/bashshaar.shtml

هم شاخیں درخت وجود کی ہیں سر پر ہے خلافت کا سایہ
افسوس ہے ان کی حالت پر جو تپتی دھوپ میں جلتے ہیں

(جاری ہے)